انوار الصوفیہ سیالکوٹ
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶۴
۴۸۶
مئی ۱۹۵۲ء
اللہ اکبر
اللہ اکبر
اجرا کردہ و قائم کردہ اعلیحضرت امیر ملت عظیم البرکت زبدۃ الاولیاء قطب زمان پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری قدس سرہ
زیر سرپرستی
عالیجناب فیض مآب مولینا الحاج حضرت الحاج صاحبزادہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علیپوری
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
سیالکوٹ
سالانہ چندہ
قیمت فی پرچہ
مسجد نور علی پور شریف
جلد ۴۴
مئی ۱۹۵۲ء
نمبر ۵
۱- ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب طالب کنجاہ
۲- مولانا مولوی غلام رسول صاحب
۳- جناب صاحبزادہ حافظ حاجی سید انور حسین شاہ صاحب علی پوری

قواعد وضوابط

(۱) علم تصوف کی اشاعت کرنا۔ (۲) بزرگان دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا۔ (۳) کتب مسائل کرنا۔ (۴) عوام کے افعال و اعمال اور ان کے اخلاق سدھارنا۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہوار **انوار الصوفیہ** سیالکوٹ

جلد ۴۴	شعبان ۱۳۷۱ھ مطابق مئی ۱۹۵۲ء	نمبر ۵

نعت شریف

کوئی کاش جا کہدے اُس عربی مہربان سے
تیرے غم میں کملی والے کوئی جا رہا ہے جان سے

میرے چاند کملی والے ذرا بدلی سے نکل آ
تیرے جلوے ظلمتوں کو جو مٹا دیں اس جہان سے

ہوئی کس کی نغمہ ریزی جو بلال کی زبان سے
کہ زمانہ گونجتا ہے۔ اب تک اسی اذان سے

ذرا چپ رہو بلالی مرا دل لرز رہا ہے!!
کہیں کعبہ ہل نہ جائے تیری مست اس اذان سے

مجھے خاک میں ملا دے میری خاک بھی اڑا دے
تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشان سے

ملا سب نہیں کسی کو نہیں کیا کسی نے پایا
گیا کوئی بھی نہ خالی تیرے آستان سے

حافظ کی تمنا ہے کہ وقت نزع [illegible]
مرا تیرا ہو [illegible] اسم [illegible] زبان سے

ارشادات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) ارشاد فرمایا - ملائمت برکت کی چیز ہے - اور جہالت اکھڑ پن نحوست ہے - فرمایا سہولت اور ملائمت ایسی شئے ہے - کہ جس چیز میں ہو تو اس کی زینت ہو جائے اور جس چیز میں نہ ہو اس کو معیوب کر دے -

(۲) ایک مردہ بکری کی نسبت صحابہ کرام کے دریافت کرنے پر کہ آیا یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے یا نہیں - تو حضور نے ارشاد فرمایا اگر ذلیل نہ ہوتی تو یہاں کیوں ڈال دیتے - اور فرمایا - کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے - کہ دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر اچھی ہوتی - تو کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ بھی نہ ملتا -

(۳) ارشاد فرمایا کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے - اور کافر کی جنت ہے -

(۴) فرمایا - دنیا ملعون ہے اور جو اس میں چیزیں ہیں وہ بھی ملعون ہیں - ان اشیاء کے جو خدا کے واسطے ہیں -

(۵) فرمایا - جو دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے - اور جو آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ دنیا کا ضرر ہے پس باقی چیز کو فانی چیز پر اختیار کرو -

(۶) فرمایا - دنیا کی محبت ہر ایک خطا کی جڑ ہے -

(۷) ایک روز ایک گھوڑے پر سوار ہو کر لوگوں کو طلب کر کے فرمایا - ہو دنیا دیکھو - تو آپ نے ایک سڑا ہوا کپڑا اور گلی ہوئی ہڈیاں لے کر فرمایا کہ یہ دنیا ہے - یعنی زینت دنیا ہے - اس کہنہ کپڑے کی طرح جلد کہنہ ہو جائے گی - اور جسم کی ہڈیاں بھی اسطرح جلد گل سڑ جائینگی

(۸) فرمایا - اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا سے کوئی زیادہ بری مخلوق نہیں ہے - جب سے اللہ تعالیٰ نے اسکو پیدا کیا پھر اس کی طرف نہیں دیکھا -

(۹) ارشاد فرمایا - دنیا اس کا گھر ہے - جس کا گھر نہ ہو - اور اس کا مال ہے جس کے پاس مال نہ ہو - اور اسکو وہ جمع کرتا ہے - جس کو عقل نہ ہو اور اس پر وہ عداوت کرتا ہے جس کو علم نہ ہو - اور اس پر وہ حسد کرتا ہے جس کو سمجھ نہ ہو اور اسکے لئے وہ کوشش کرتا ہے جسکو یقین نہ ہو -

(۱۰) ارشاد فرمایا - کہ قیامت کے روز کچھ لوگ ایسے پیش ہونگے جن کے اعمال وارہی تہامہ کے پہاڑوں جیسے ہونگے ان کیلئے حکم ہو گا کہ ان کو دوزخ میں لے جاؤ - لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ نمازی ہونگے - جواب میں فرمایا ہاں نمازی بھی ہوں گے - روزہ بھی رکھتے ہونگے اور کچھ رات سے بھی جاگتے ہونگے - مگر جب دنیا کی کوئی ادنیٰ چیز ان کے سامنے ہوتی ہو تو وہ اس پر کود پڑتے ہیں -

(۱۱) فرمایا رغبت دنیا طول امل سے انسان اندھا ہو جاتا ہے - اور جو طول امل مختصر رکھے گا - زہد اختیار کرے گا - اللہ تعالیٰ اس کو بے سیکھے علم عطا کرے گا - اور ہدایت عطا کرے گا -

(۱۲) فرمایا - باوجود قدرت کے تونگری کے فقر پر صبر کرے - اور دشمنی اور ذلت کو باوجود قدرت محبت و عزت کے برداشت کرے - اور صبر و تحمل سے بجز رضائے مولےٰ اور کچھ مطلب نہ ہو - تو خدا تعالیٰ اسکو پچاس صدیقوں کا ثواب عنایت فرمادے

یادِ محبوب

(از عالیجناب مولانا الحاج حکیم خادم علی صاحب سیالکوٹی)

مرحبا! اے مرقدِ پرنور رعنا کے مکیں ؛ انجمن میں آج کیوں تو انجمن آرا نہیں
مہماں آئے ہیں در پر دیکھ اے مہماں نواز ؛ ہیں جدائی میں تیری سب جان فگار و حزیں
تھی امارت میں تیری شانِ فقیری کی جھلک ؛ خاک میں پنہاں ہے تو اے وارثِ خلد بریں
ہم تیرے دیدار فیض آثار سے محروم ہیں ؛ دیکھتی ہے گو ابھی تیری نگاہ دوربیں
چشم دل میں ہے تیرا سودا مثال مردمک ؛ بہرور مطلوب ہے تیرے چشم سر لیکن نہیں!
آج ہے اپنی نگاہوں میں مثال خارزار ؛ تیرے دم سے رشک گلشن تھی کبھی جو سرزمیں
آہ وہ پاکیزہ صورت اب نظر آتی نہیں ؛ جس سے ہو جاتی تھی تسکین دل اندوہگیں
مٹ نہیں سکتے تیری فرقت کے سینے سے داغ ؛ درد بن کر یاد تیری ہو گئی ہے دل نشیں
زندہ جاوید ہیں خاصان حق زندہ لا موت ؛ مردہ دل اس زندگی کا گو یقین رکھتے نہیں
اسلام اے مالک و سرپر ملک فقیر ؛ شور دنیا کے عالم تھی تیرے زیر نگیں
تجھ میں وہ مشکل کشائی تھی کہ ہو جاتی تھی حل ؛ اک اشارے سے تیرے پر مشکل دنیا و دیں
گلشن سادات دائم پھولتا پھلتا رہے ؛ اور قیامت تک رہیں قائم تمہارے جانشیں
موت کا کھٹکا نہیں ہے جسکو وہ زندہ ہے تو ؛ مہر انور کی طرح ہر وقت تابندہ ہے تو
آسمان راحق بود گر خون بباردز زمین ؛ بر وفاتِ چوں توے فرزند ختم المرسلیں

اسرار و حقائق

از جناب قاسمی نور محمد صاحب عابد قادری - کوہاٹی

یہاں تک داڑھی، مونچھوں کی داڑھیت اور مونچھیت کا تعلق ہے۔ دونوں چیزوں بین الاقوامی حیثیت کی حامل ہیں۔ لیکن صرف داڑھی مونچھیں ملاؤں۔ اور مسجد کے طالبوں کے لئے ہی مخصوص ہو کر رہ گئی ہیں۔ ہمارے ترقی یافتہ نوجوان تو داڑھی والوں سے اس طرح بھاگتے ہیں۔ جیسے لاحول سے شیطان، وہ داڑھی مونچھوں سے اس طرح "فارغ البال" ہو بیٹھے ہیں جیسے قدرت کے خلاف صدائے احتجاج بھی بلند کرنے کو تیار ہیں۔ کہ ہمیں ہماری شومئی تقدیر سے مرد کیوں بنایا۔ ہاں بعادت میں صرف ایک طبقہ ایسا ہے جسے ہم مرد بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور بلا شرکت غیرے عورت بھی۔ یعنی اگر آپ پندرہ سولہ سال کے کسی سکھ لڑکے ہی کو لے لیجئے۔ وہ اسکے کیس

جو مانند ان شخصوں کو بھی مات کرتے ہیں پیچھے سے عورتوں کی طرح گوندھ کر دونہ لباس پہنا دیجئے۔ تو بس لڑکی بن گئی۔

لیکن معاملہ اگر یہیں تک محدود رہتا۔ تو ایک بات بھی تھی۔ لیکن مزے کی بات تو یہ ہے۔ کہ ہر ایک باعتبار خود چاچکین بنا ہوا ہے۔ پہلے مونچھوں کو لیجئے۔ آپ کو ہر قسم کی ملیں گی۔ مونچھوں کی ایک قسم یہ بھی ہے۔ کہ ناک کے نیچے سے شروع ہو کر لمبی داڑھی کے آخری بال تک "وبال" جان بنی ہوتی ہیں۔ دوسری قسم یہ ہے داڑھی صفاچٹ اور مونچھیں ...... بچھو نیش عقرب۔

علی ہذا القیاس مونچھیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ بعض منہ کے اوپر ایک ڈھکنے کا کام دیتی ہیں جب کچھ کھاتا پیتا ہو ہاتھ سے مونچھیں اوپر اٹھائیں چیز منہ میں ڈالی اور پھر ڈھکنا بند کر دیا۔ بعض اس قسم کی مونچھیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں کہ داڑھی تو ماشاء اللہ پہلے ہی سے استرے کی نذر ہو جاتی ہیں۔ مگر مونچھوں کے متعلق یہ گمان ہوتا ہے۔ کہ ناک نیچے کوئی مکھی بیٹھی ہے۔ مگر ایک میراثی صاحب نے کمال ہی کر دیا۔ انہوں نے کیا کیا کہ ایک مونچھ تو سرے ہی سے تو غائب کر ڈالی۔ دوسری مونچھ کو بڑے چاؤ سے لگے پالنے۔

مونچھوں کی طرح داڑھی بھی آپ کو کئی قسم کی ملے گی۔ اب سنت تو یہ ہے کہ داڑھی ایک مٹھی سے کم نہ ہو لیکن بعض بزرگوں کو داڑھیاں پالنے کا اس قدر شوق ہوتا ہے۔ کہ

یا الٰہا الادا داڑھی عجب ہے تو جنگلہا ۔۔ زیادہ موئے تو یا فند دست باز دست کبہا

داڑھی ہے کہ گھٹنوں تک پہنچ رہی ہے۔ بیٹھتے وقت لپیٹنا پڑتا ہے۔ کئی بار الجھ کر گر بھی پڑتے ہیں۔ مگر اللہ رے جذبہ داڑھی پالیدن یہ میری ذاتی اصطلاح ہے) کہ جان جائے تو جائے۔ مگر داڑھی کا ایک بال نہ جائے۔

اور بعض داڑھیاں کچھ ایسی ترقی پسند واقع ہوئی ہیں جنہیں عام اصطلاح میں خشخشی کہا جاتا ہے۔ جن کے متعلق یقین کیا جا سکتا ہے۔ کہ یہ آدمی نہ تو مسلمان ہے۔ اور نہ ہی غیر مسلم بلکہ کسی درمیانی فضا میں معلق ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس داڑھی کا فائدہ ہی کیا؟ کہ جو داڑھی ہو بھی اور نہ بھی ہو؟

اور کچھ ایسے عام ہے۔ جہاں نہ تو داڑھی اور مونچھیں اور سر پر گھونسلا ہے جس میں بڑے بڑے مینڈھ جیسے جوئیں وغیرہ رہتے ہیں۔ انہیں عام اصطلاح میں ترقی یافتہ نوجوان کہا جاتا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ انہیں ترقی یافتہ نوجوان نہیں بلکہ نمونے کہا جائے تو کہاں دو دن تک اپنی ما فی الضمیر کا اندازہ ہو سکتا ہے کیونکہ اگر انہیں زنانہ لباس پہنا کر دوپٹہ ذرا احتیاط سے سر پر رکھ دیا جائے۔ تو پہچاننا مشکل ہو جائے گا۔ کہ آیا واقعی یہ مرد ہے؟

کہتے ہیں ایک میراثی ایک دفعہ کسی کے ہاں مہمان ہوا۔ اس کے میزبان چار بھائی تھے۔ ایک داڑھی والا۔ ایک داڑھی منڈا۔ ایک خشخشی داڑھی والا۔ اور چوتھے نے مشین سے اس طرح حجامت کرائی تھی کہ منہ پر داڑھی کی بجائے سیاہی کا دھوکہ ہوتا تھا۔ جیسے بھدے کا منہ کالا کیا گیا ہو۔ جب پانچوں کھانا کھانے بیٹھے۔ تو میراثی ان کی طرف دیکھ کر بار بار مسکرانے لگا۔ انہوں نے پوچھا کیا بات ہے تو میراثی بولا۔ بڑے بھائی نے انبیاء کی طرح داڑھی رکھی۔ چھوٹے نے چھوٹی کر لی۔ تیسرے نے منہ کالا کر لیا۔ اور چوتھے نے سرے ہی سے مکرو دیا۔ میں سوچتا ہوں کہ تمہارا پانچواں بھائی نہیں۔ اگر ہوتا تو ممکن ہے اپنی گردن ہی کاٹ ڈالتا۔

غرضکہ اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن مضمون کے طویل ہو جانے کے خوف سے ختم کر رہا ہوں۔ خدا ہمارے مسلمانوں کو ہدایت دے

قوم کے نام

(از جناب قاضی نور محمد صاحب عبا باد۔ کوہاٹ)

زمانہ جانتا ہے کہ اسلام نے زمانے کے لئے وہ قوانین اور اصول مرتب کئے کہ ان پر چل کر وہ وحشی اور غیر مہذب انسان بھی جنہیں ماضی کی اصطلاح میں بدو کہا جاتا ہے۔ تہذیب و شرافت کے علم بردار بن گئے۔ اس قوم کی بیٹیوں نے ان مجاہدوں اور سالاروں کو جنم دیا۔ جو تیروں کی بارش میں گھرے ہو کر بھی موت کا مذاق اڑا سکتے تھے۔ اس دشت عرب کی خاک نے اپنے میں وہ تاثیر پیدا کی کہ خاک سے پیدا ہونے والے غازیوں کے سمند اقبال کی نصرت نے قدم بوسی کی شہنشاہی کی قبائیں نوچنے والے یہ دشت عرب سے اٹھے اور آن کی آن میں چار دانگ عالم پر چھا گئے۔

عرب کی فضا جس میں عرب کی اس شہنشاہی نے جنم لیا جسے چشم غربت بہ نظر استحسان دیکھتی ہے۔ ہم گم کردہ راہوں کے لئے باعث صد رشک ہے۔ عرب کے خیمہ بدوشوں کی تاریکیوں میں نمو پانے والی وہ تجلیات و انوار ہم رہیں۔ ظلمت انسانوں کے لئے وجہ صد افتخار ہیں۔ جن کے پنجہ ہائے صف شکن میں وہ باطل شکن بجلیاں چمکتی تھیں۔ جنہوں نے سورج کو ضو۔ چاند کو روشنی اور ستاروں کو تابانی بخشی۔ اور قابل پرستش ہیں۔ ہم انسانوں کے لئے اسلام چاند تاروں کے وہ جذبات جو دشت گمراہی میں آہنگ وار بنکر تڑپ اٹھتے تھے۔

دور حاضر کی شرافت و تہذیب کے علمبردارو! ذرا دیدہ قلب کو حقیقت آشنا کر کے اس جہاں تہذیب کا مطالعہ کرو جس نے تمہاری موجودہ قابل فخر زندگانی کو آداب انسانیت سکھائے اور ان تاریخ سے اس قوم کی تہذیب و تمدن کے متعلق استفسار کرو۔ جس قوم کا نظریہ یہ تھا۔ کہ آزادی اور صحیح طرز زندگی کا مفہوم مظلوموں کے خون اور ہڈیوں سے تعمیر شدہ ایوان ہائے عشرت میں بیٹھنا نہیں ہے۔ بلکہ اس ماحول کا نام ہے جہاں محکومی کی تلوار آقائی کی رگ گلو پر دست ملک الموت کی طرح استوار رہتی ہے۔ جہاں آقائی مظلومی کی آہوں اور محکومی کے قہقہوں سے ہر لحظہ خائف رہتی ہے۔ وہاں زندگی مہذب لائحہ عمل کا نام ہے۔

گہری نظر سے قوموں کے نظریات حیات کا اگر اسلام کے نظریہ حیات سے موازنہ کیا جائے۔ تو نظریات غیر اقوام اکثر اسلام کے احکام و نظریات کے یکسر منافی ہیں۔ اور اس کی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ ہمارا خدا ایک ہمارا قرآن ایک ہمارا دین ہمارا مذہب ایک اور ہمارا رہنما ایک۔ اور یہ ایک موٹی سی بات ہے۔ کہ طاقتور خدا کے مقابلے میں۔ کروڑ ہا خود ساختہ خداؤں کی خدائی محض لایعنی ہے لہذا اسلام اور اسلام کی تہذیب کے سامنے غیر مسلم اقوام اور ان کے تہذیب و تمدن محض مضحکہ خیز چیزیں ہیں۔

لیکن بتوں کے پرستاروں نے اہالیان اسلام کو خواب غفلت میں مدہوش دیکھ کر ان کی اس غفلت سے فائدہ اٹھایا۔ اور اسلام کے نظریات حیات کو اپنے زاویہ نگاہ کے مطابق ترمیم و تنسیخ کر کے تہذیب نو کا نام دے دیا۔ اور اسلام کو عہد جہالت کا قانون قرار دے کر یہ ثابت کیا۔ کہ قانون اسلامی صرف طبقہ جہلا پر کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ اور ہماری یہ نئی تہذیب۔ یہ نئی روشنی اور یہ نیا نظریہ حیات آج کل کے عقل مند انسانی دماغوں کی پیداوار ہے۔ اور اسی شاہراہ ترقی پر گامزن ہو کر تعلیم یافتہ اور زمانہ شناس طبقہ منزل مقصود کو پا سکتا ہے مگر افسوس کہ ہمارے عیش پرست اور عاقبت نااندیش نوجوان اس نئی بدعت کو پرکھنے اور دیکھنے کی بجائے اس تہذیب کے موجد غیر مسلموں کی اندھا دھند تقلید کرنا اپنے لئے حاصل حیات سمجھتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ آخر ہم کون ہیں۔ ہمارا مقصد حیات کیا ہے۔ ہم دنیا میں کس لئے

آئے ہیں۔ اور ہمیں کیا کرنا ہے۔ ؟ ڈیڑھ سو برس کی مسلسل غلامی کے بعد ہمارے خوابیدہ نوجوانوں کی ضمیر اس قوت جس سے عاری ہو چکی ہے۔ جو محکومی و آقائی کی طرہ امتیاز رہے ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ ہمارا موجودہ طرز عمل ہمارے لئے زہر میں بجھی ہوئی تلوار ثابت ہوگا۔ یا مرہم حکمران انہیں شکر میں لپیٹ کر زہر دیتے رہے۔ اور یہ سمجھتے رہے کہ حکمرانوں کی ساحری صرف معدودے چند اشخاص تک محدود ہے۔

سمندر کے مدوجزر کی خوفناک لہروں کا مقابلہ کرنے کے لئے چٹانوں کی نہیں پہاڑوں کی ضرورت ہے۔ ایک پتھر اگر ایک آدمی کا ماتھا پھوڑ سکتا ہے تو ایک فوج کے سامنے اس کی حقیقت ایک مچھر کی سی بھی نہیں رہی۔ فوج کو دھکیلنے کے لئے ایک پہاڑ کی ضرورت ہے۔ اس طرح ہمارے ترقی پسند نوجوانوں کو راہ راست پر لانے کے لئے منطق کی نہیں طاقت کی ضرورت ہے۔ ایک ایسی قوت جس سے پہاڑوں کے سینے لرز اٹھیں۔ ایک ایسی ہمت جس سے دریاؤں کا رخ بدل جائے۔ اور جب ہمارے نوجوانوں میں وہ اجتماعی کردار پیدا ہو جائے گا۔ جو سورج سے شعاعیں نوچ لینے والی قوم کا تھا۔ تو کچھ عجب نہیں کہ ہمارے نوجوان وقت کی آندھیوں کے سامنے تنکوں کے بیناری بجائے وہ ناقابل تسخیر چٹان ثابت ہو سکیں۔ جس کی قوت کو صرف اس کے ساتھ ٹکرانے والا ہی محسوس کر سکے۔ تاریخ کے صفحات اس بات کے شاہد ہیں۔ کہ جس وقت بھی قدرت نے مسلمانوں کے ایمان کا امتحان لینا چاہا۔ ان کے ہر سالار کا نعرہ ——— ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائی ماست ہوتا تھا۔ اور تاریخ اس بات کی گواہی بھی دے گی۔ کہ جب کسی وقت قوم کی کسی بیٹی نے کسی حجاج بن یوسف کو پکارا تو اس کے برق اور راہواروں نے جن کے سامنے قدرت نے زمین کو سمٹنا سکھا دیا تھا۔ سندھ کی عشرت گاہوں کی بنیادیں ہلا دیں اور ظالموں کے خرمن ہستی کو جلا کر راکھ کر ڈالا۔

اور آج پھر قدرت کو ہمارا امتحان مقصود ہے۔ طاغوتی طاقتیں آج پھر ہمارے سامنے آمادہ پیکار ہیں۔ باطل کی قوتوں نے ہماری غیرت کو چیلنج کیا ہے اور دور اتحاد ہمارے زور بازو کا امتحان لینے کا منتظر ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے اسلاف اور اپنے بزرگوں کی روایات کو برقرار رکھیں اگرچہ اسلام ہماری اعانت کا محتاج نہیں لیکن ہمیں چاہیئے کہ ہم اغیار کو دکھا دیں کہ مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج کرنے والی قوتوں کے دن گئے جا چکے ہیں۔ ہمیں یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ مسلمانوں کی رگوں کا خون ابھی تک خشک نہیں ہوا۔ اور ان کی غیرت کا امتحان لینا۔ سوئے ہوئے شہر کو جگانے کے مترادف ہے۔ اور ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ سوئے ہوئے شہر کو جگانا کس قدر خطرناک ہوتا ہے۔

اے قوم۔ انسانوں کے خلاف اٹھی ہوئی کوہ تلوار کند اور بیکار ثابت ہوتی ہے جسے کوئی قوم کسی ذاتی مفاد یا دنیوی بہتری کے لئے اٹھاتی ہے۔ اور اس تلوار کے خلاف ہر وہ ہاتھ سربلند ہوتا ہے۔ جو صرف حق کے لئے اٹھتا ہے۔ دنیوی جاہ و حشمت کے طالب تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور حق کے نام پر اٹھنے والے ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں۔ ایک ایسی زندگی جو صرف مردان حق کے لئے ہی مخصوص ہوتی ہے۔

اے قوم۔ قدرت کا یہ ازلی دستور ہے۔ کہ جب وہ کسی قوم کو سرفراز کرنا چاہتی ہے۔ تو اس کے زور بازو اس کی قوت اس کے ایمان اور اس کی غیرت کا امتحان لیتی ہے اس دنیا میں صرف وہی قوم سرفراز ہوتی ہے۔ جس کی سربلندی کی داستانیں بے نیام تلواروں پر خون کے حروف میں لکھی جاتی ہیں۔ یہ دنیا اور اس دنیا کی عشرت گاہیں صرف ان مجاہدوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی منتظر رہتی ہیں جن کے عزم و استقلال کی سربفلک کہسار بھی قسم کھاتے ہیں۔ اور اس دنیا میں صرف اس قوم کا خون متبرک سمجھا جاتا ہے۔ جو قوم کے شہیدوں کو وطن کی مٹی کے مقابلے میں ارزاں معلوم ہوتا ہے۔ یہ دنیا ——— دنیا ہے۔ مگر ان باطل شکن حوصلوں کے لئے جن کا خون

بیٹھ کر نے بیتا ... رہتا ہے۔ اور جو اپنی ہستی کے ہر افق پر حوادث کے وہ تاریک بادل دیکھنے کے متمنی ہوتے ہیں۔ جن کے سینے میں مچلنے والی بجلیاں انہیں دو عالم کے راز سے آشنا کرتی ہیں۔

اے قوم۔ امید و بیم کے طوفان میں نمود پانے والی ہر دہ ہستی کتاب زندگی کے اس باب سے آشنا ہوتی ہے۔ جو ایک پیکر خاکی کو ستاروں پر کمندیں ڈالنے کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ باب ... کو اس زبردست طاقت سے روشناس کرتا ہے جس نے سورج چاند اور تاروں کو چمکنے کی صلاحیت عطا کی ہے۔ اور وہ زندگی طوفان عالم کے ان حوادثات سے دوچار ہوتی ہے جن سے مقابلہ کرنے کے لئے پہاڑوں کا جگر چاہیئے:

تاریخ وفات حسرت آیات حضرت مولانا الحاج مولوی محمد امام الدین صاحب نقشبندی جماعتی رائے پوری ایڈیٹر انوار الصوفیہ سیالکوٹ

حاجی و مولوی امام الدین !!! ؛ صوفی و ماہر علوم الدین !
زاہد و پاکباز و پاک نظر ! ؛ صبر و تقوی کے زندہ وہ پیکر
حق و باطل کے چھانٹنے والے ؛ خیر سے شر کو کاٹنے والے
فقر و فخری کے چاہنے والے ؛ شان درویش نباہنے والے
خائف و مخلص و خلوص افزا ! ؛ علم و فضل و کمال میں یکتا
حیف ہم سے جدا ہوئے وہ بھی ؛ شیخ کے پیچھے چل دیئے جلدی
داغ فرقت دیا غریبوں کو ؛ ہم غریبوں کو ۔ بد نصیبوں کو
ان کی خالی جگہ کرے پر کون ؛ کام مشکل ہے یہ کرے پر کون
طالب غمزدہ کرو کچھ ہوش ؛ صبر سے کام لو ۔ رہو خاموش
یہ ہی دستور ہے زمانے کا ؛ زندگی نام اس آنے جانے کا
بارہ ابریل تھی شب شنبہ ؛ جا ملی حق سے روح فرخندہ
سن انیس سو پہ باون تھا ؛ حضرت مولوی کے جانے کا
سال ہجری بھی کہہ دیا غم سے ؛ حیف ہمدم ہوئے جدا ہم سے
کر عطا فضل سے اے رب جلیل ؛ ان کو فردوس ہم کو صبر جمیل

راقم غمزدہ فقیر محمد اللہ دتا طالب عفا اللہ عنہ از کنجاہ بقلم خود یکم شعبان المعظم

انجمن خدام الصوفیہ پاکستان کے انچاسویں اجلاس کی کیفیت

از محمد کرم الٰہی سیکرٹری انجمن

یہ مبارک اور مقدس جلسہ ۹ و ۱۰ اپریل ۱۹۵۲ء مطابق ۲۸ و ۲۹ چیت ۲۰۰۷ بروز بدھ و جمعرات بزیر سرپرستی عالیجناب فضیلت مآب صاحب الافاضل حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ حافظ پیر محمد حسین شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دام برکاتہٗ عالیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں منعقد ہوا۔ جس میں اہل سیالکوٹ اور اس کے مضافات اور دیہات کے علاوہ وزیرآباد۔ گجرات۔ کنجاہ۔ جہلم۔ گوجرخان۔ سرگودھا۔ میانوالی۔ راولپنڈی۔ کوہاٹ۔ ایبٹ آباد۔ کیمبلپور۔ پشاور۔ کوئٹہ۔ کراچی۔ لاہور۔ منٹگمری۔ ملتان۔ حیدرآباد سندھ۔ بلوچستان۔ الغرض مغربی پاکستان کے تمام بلاد و امصار کے غلامان و عقیدتمندان اعلیٰ حضرت امیر ملت حضرت علی پوری نوراللہ مرقدہ نے شرکت کر کے سعادت دارین حاصل کی۔ اگرچہ سرکار علی پوری نوراللہ مرقدہ ظاہری طور پر ہماری آنکھوں سے اوجھل تھے۔ مگر ان کی روحانیت اور نور باطنیت کی تجلی جلسہ گاہ میں موجود تھی۔ اور غلامان عقیدتمندان و پیران طریقت کے قلوب کو انوار ایمان و ایقان سے لبریز فرما رہی تھی۔ حضرت صاحبزادگان چورہ شریف جناب مولانا الحاج صاحبزادہ پیر محمد شفیع سجادہ نشین دربار چورہ شریف اور دیگر صاحبان کی تشریف آوری نے جلسہ کو نہایت پر انوار بنا دیا۔ الغرض ان پاک مقدس اور نورانی سجادہ نشینان تما عشق الٰہی کے سرشاروں اور علوم ظاہری و باطنی کے متوالوں کی محفل نہایت سادگی سے منعقد ہوئی۔ اس پر تمام زیبائشیں قربان تھیں۔ امیر و فقیر۔ شاہ و گدا میں کوئی امتیاز اور فرق نہ تھا۔ سب کے سب برابر اور خوش و خرم نظر آتے تھے۔ اور ع

مقام عشق میں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے۔

بنازم بہ بزم محبت کہ آنجا ؎ گدائے بہ شاہے مقابل نشیند

بالکل صحیح طور پر نظر آ رہا تھا۔

جلسہ گاہ

نئی حویلی میں حسب سابق جلسے کا انتظام تھا۔ جو مہاجر یاران طریقت۔ جھنگ۔ میانوالی کے حسن سعی کا نتیجہ تھا۔ جنوبی دیوار کے ساتھ سجادہ نشینان و دیگر اکابر حضرات صوفیائے کرام۔ علمائے عظام کی نشست کیلئے ایک چبوترہ تھا جس پر نفیس قالین بچھائے گئے تھے۔ جلسہ گاہ میں دریوں کا فرش تھا۔ اور گرمی و سردی کے بچاؤ کے لئے شامیانے لگائے ہوئے تھے۔ اور رات کے اجلاس میں روشنی کے لئے گیس جگمگا رہے تھے جن کی روشنی نے جلسہ گاہ کو بقعۂ نور بنا رکھا تھا۔ شاملین جلسہ کی تعداد تقریباً پندرہ ہزار کی ہو گی۔ مگر تمام جلسہ میں سوائے واعظ یا مقرر کے اور کوئی آواز نہ ہوتی تھی۔ تمام شاملین موجود رہتے اپنے قلوب میں ذکر خدا میں مشغول تھے۔ ہر صاحب بصیرت اس نفاست کو دیکھ کر یا سن کر اس نتیجہ پر پہنچ جاتا تھا۔ کہ بلکہ شاملین [illegible] خون کے سلسلہ میں اپنے مشائخ [illegible] کو ان میں سوائے اتفاق و اتحاد کے کچھ نہیں۔ وہ سوائے ایسی مقدس مجالس اور ایسی مقدس محافل میں شامل ہوئے بغیر اخوت [illegible]

اور اتفاق و اتحاد نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہاں آنے والے اور آنے والوں کو بلانے والے محض محبت اور اخلاص کے سبب آنے اور بلائے جاتے ہیں۔ رضائے حق تعالیٰ کی غرض سے بلائے جاتے ہیں۔ تمام باتوں کا انحصار للہیت پر ہے نہ کسی نمود و نمائش کی غرض یا خواہش ہوتی ہے جس محبت اور الفت سے ایک غریب، امیر یا طریقت کو دیکھتا ہے اسی طرح یا اس سے کئی گنا زیادہ محبت سے وہ اپنے غریب پیر بھائی کو دیکھتا ہے۔ معانقہ اور مصافحہ سے یگانگی و مساوات یک جہتی اور محبت کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ غرض اس مقدس اور متبرک جلسہ کی کیفیت صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کا لفظوں میں ادا ہونا ناممکن ہے۔ ع:۔

دردِ دل تم کو سنائیں تو سنائیں کیونکر ! ؛ ڈاک میں بھیج دیں آہوں کی صدائیں کیونکر

مصارف خورد و نوش

جملہ اخراجات مہمانداری اور ضروریات غسل پانی اور آرام گاہ و دیگر اخراجات بکلیتہً حسب دستور سابق، اعلیٰ حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کے صاحبزادگان عالی مقام نے اپنے ذمے لیے۔ پر تکلف خوراک سے ہزار ہا مہمانوں کی خدمت کی گئی۔ جو فیاضی سرکار علی پوری اور آپ کے صاحبزادگان اللہ تعالیٰ ان کو تادیر زندہ رکھے کے دستر خوان پر دیکھی جاتی ہے۔ وہ کہیں نظر نہیں آتی۔ اس پر آداب سنت نبی صلعم کے ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ کھانا کھلانے کی خدمت عام طور پر شہریوں کے ذمے ہوتی ہے۔ اس سال بھی سالہائے ماسبق کی طرح لاہور۔ قصور۔ جھنگ۔ گجرات اور سیالکوٹ کے خدام نے اس خدمت کو بدل و جان ادا کیا۔

دوکانات

حاضرین جلسہ کی سہولت کے لیے مختلف شہروں کے دکاندار مٹھائی۔ دودھ۔ فالودہ۔ پھل اور کتب کی دوکانیں لے آئے تھے۔ جلسہ گاہ میں پرانی حویلی تک دوکانات تھیں۔ مٹی اور چینی کے برتنوں کی دکانات بھی موجود تھیں۔

روحانی دعوت

پیشتر اس کے کہ جلسہ شروع کیا جاتا۔ خاکسار نے اعلیٰ حضرت امیر ملت قدس اللہ سرہ العزیز کی ظاہری عدم موجودگی کی نسبت نہایت درد بھرے دل سے مندرجہ ذیل شعر پڑھا۔ ع

صدائے دردمنداں از در و دیواری آید

چوں خالی در نظر منزل گہ دلدارے آید

جس نے تمام اہل محبت کے دلوں کو تڑپا کر رکھ دیا۔ حضور کے لیے سب نے اول فاتحہ پڑھ کر حضور پر نور کی نورانیت سے امداد طلب کی گئی۔ اور از مولانا الحاج محمد نصیر خالد صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت سے جلسہ کا افتتاح کیا۔ اور از مولانا فیض الحسن مرحوم ثنا خواں اعلیٰ حضرت کی نعت:۔

تیرا رتبہ ہے یا محمد مقام اللہ اکبر کا

نہایت پر درد لہجہ میں پڑھ کر حاضرین کو مسحور کر دیا۔ آپ کے بعد حافظ محمد شریف محمد جمیل نے تلاوت قرآن کی اور اس کے بعد میاں رانجھا متوطن جھنگ نے مندرجہ ذیل نعت ع :-

محمد انبیاء سردار ہیں ! :: حبیب خدا ہر دا غمخوار ہیں

نہایت خلوص سے سنائی۔ بعد ازاں خاکسار (سیکرٹری) نے حیات جاودانی اولیائے اللہ تعالیٰ فیوضات۔ انوار۔ برکات روحانی اعلیٰ حضرت امیر ملت بیان کیے۔ ازاں بعد حاجی مولوی محمد عالم صاحب خطیب جامعہ مسجد چک ۵ تحصیل بھوال نے نہایت دلچسپ طریق پر اولیاء اللہ کے مدارج بیان فرمائے۔ بعد ازاں سائیں غلام محمد سیالکوٹی نے نعت خوانی کی ازاں بعد حضرت مولانا صاحبزادہ عالی مقام حافظ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے تلاوت کلام فرمائی۔ اور مولوی محمد صدیق متعلم مدرسہ نے نہایت دل کش لہجہ میں نعت مندرجہ ذیل پڑھی -

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں :: جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

افتخار احمد صابر قصوری نے مندرجہ ذیل نعت جو رسالہ کے عنوان میں درج ہے۔

کوئی قاصد جائے کہہ دے اس عربی محبوبؐ سے :: تیرے غم میں کملی والے کوئی جا رہا ہے جان سے

پڑھ کر سامعین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اور محمد صدیق صاحب نے تصور شیخ پر نہایت معقول وعظ فرمایا۔ ان کے بعد محمد صدیق طالب نے نعت سنائی۔ حاجی مولوی حافظ محمد عبدالحمید خان صاحب نے قصیدہ مدحیہ پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ ان کے بعد حاجی خوشی محمد صاحب ملتانی نے مرحوم راقب کی رباعیات اور نظمیں سنائیں۔ مولانا حاجی محمد قطب الدین صاحب گنگوہی نے معقول و مدلل طریق پر فضائل درود شریف بیان کیے۔ مولانا صاحب کا طریق استدلال اور طرز بیان ایسا ہوتا ہے۔ جس سے ان کے ارشادات سامعین کے دل میں گھر کر جاتے ہیں۔ دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر کے لیے جلسہ برخواست ہوا بعد نماز نعت خوانی سے جلسہ شروع ہوا۔ حافظ اللہ رکھا صاحب سیالکوٹی نے نعت سنانے کے بعد مختصر اور موثر تقریر فرمائی۔ مولانا محمد شاہ صاحب ساکن ہری پور ہزارہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو آیۂ لقد من اللہ علی المومنین ..... سے احسان عظیم برائے مخلوق عالم نہایت دلچسپ طریق پر ثابت کیا۔ جلسہ نماز عصر اور مغرب کے لیے بند کیا گیا۔ بعد از نماز حافظ چراغ دین نے تلاوت قرآن سے جلسہ کا آغاز کیا۔ سائیں غلام محمد و حافظ فضل دین راولپنڈی نے نعت خوانی کی۔ ان کے بعد مولانا حاجی مولوی محمد شفیع صاحب خطیب جامع مسجد سید رسول نے مدارج اولیاء اللہ پر مبسوط اور موثر وعظ فرمایا۔ ان کے بعد مولانا حافظ محمد دین عراقی نے اولیائے کرام پر موثر وعظ فرمایا۔ بعد ازاں جناب ملک عبداللہ خوشتر گنجاہی نے نہایت پر معنی اور پر تاثیر قصیدہ مدحیہ بشان اعلیٰ حضرت پڑھ کر حاضرین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ افتخار احمد صابر قصوری نے نعت پڑھی پھر مولوی محمد عمر صاحب لاہوری نے فضیلت سلسلہ نقشبندیہ پر مختصر تقریر فرمائی۔ جلسہ روز اول ظہیر و خوبی رضا پر انجام پذیر ہوا۔

روز دوم

دس اپریل سنہ ۱۹۵۲ء بعد از مولانا الحاج حافظ عبد الحمید صاحب نے خوش الحانی سے تلاوت کر کے جلسہ کا آغاز کیا۔ رانجھا جھنگوی نے نعت پڑھی۔ مولوی محمد شریف نے سرکار دو عالم کے مدارج اور علم پر نہایت عجیب الفاظ میں مدلل تقریر فرمائی۔ ان کے بعد ماسٹر نیاز محمد صاحب المتخلص سنے حاضرین کو مسرور کیا۔ عالی جناب مولانا ابوالکلام ... نے تصوف ... العاشقین پر مدلل مفصل مؤثر معقول وعظ فرمایا جس کا ہر لفظ حاضرین کے دل پر نقش کا لحجر ہو رہا تھا۔ اور حاجی خوشی محمد صاحب ثاقب کی نظم پڑھی۔ بعد ڈاکٹر احمد یار ... صاحب ... کنجاہی خلیفہ مجاز سرکار علی پوری نے غایت تصوف پر ایسی شاندار اعلیٰ مدلل تقریر فرمائی جس کا ایک ایک فقرہ سنہری روشنائی سے لکھا جانے کا مستحق تھا۔ حق تو یہ ہے کہ جو بیان ڈاکٹر صاحب نے فرمایا وہ انہی کا حصہ تھا۔ ان کے بعد جلسہ دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر کے لئے برخواست ہوا۔ اور بعد دوپہر کا اجلاس بوجہ بیرزی ہوا کے نہ ہو سکا۔ بعد نماز مغرب حافظ حاجی مولوی عبد الحمید صاحب نے تلاوت قرآن سے آغاز جلسہ کیا۔ غلام حسین جلال آبادی نے نعت پڑھی۔ مولانا حافظ پیر سید ولدیت شاہ صاحب نے مخصوص انداز میں محبت و آداب پیر پر مؤثر جامع تقریر فرمائی پھر سائیں غلام محمد صاحب نے ایک نعت پڑھی اور مولوی سید حامد شاہ صاحب نے علم غیب سرور دو عالم پر مدلل اور مؤثر تقریر فرمائی۔ ان کے بعد عالی جناب حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ صاحب علی پوری نے اعلیٰ حضرت امیر ملت رضی کے کمالات۔ کرامات و رجحان (برنح) نہایت پُر درد طریق پر بیان فرمائے۔ ان کے بعد صاحبزادہ مولانا الحاج حافظ پیر انور حسین شاہ صاحب نے انوار نبوت پر مؤثر مدلل اور مبسوط تقریر فرمائی۔ آپ کے بعد حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین نے کلمات طیبات اور اپنے ذکر و فیوضات باطن سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ آپ کے ارشادات بالکل امیر ملت رضی کے طریق پر تھے۔ اور ایک ایک لفظ سے نور اور برکت عیاں تھی۔ نیز حسن عقیدت اور اخلاص شرط اولین ایسے برکات کو حاصل کرنے کے لئے ہے۔ حضور نے جو پند و نصائح اور مبارک ارشادات فرمائے ان کا مفصل اندراج ہو گا۔ اس کے بعد قرآن شریف جمع کئے گئے۔ نعت خوانی اور درود و سلام حاضرین نے استادہ ہو کر پڑھا۔ اور بہ خشوع و خضوع دعا مانگی۔

تصوف

(ضرورت شیخ گذشتہ سے پیوستہ)

باتیں کرنا چھوڑ اور کام کر۔ کیونکہ اس راہ (حق) میں کام کرنا ہی کام آتا ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ - پ ۶ ع ۷ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا اور (ایک) روشن کتاب۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی۔ اور راہ حق واضح ہوئی (قرآن العرفان) يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۵ پ ۶ ع ۷ ہدایت کرتا ہے۔ ساتھ اس کے اللہ اس شخص کو کہ پیروی کرتا ہے۔ رضامندی اس کی کی۔ راہیں سلامتی کی۔ اور نکالتا ہے ان کو تاریکیوں سے طرف روشنی کے ساتھ حکم اپنے کے اور ہدایت کرتا ہے ان کو طرف راہ سیدھی کے (شاہ عبدالقادر) النور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور ... یہ نام ... سراجا منیرا (ع) یا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی ہدایت آپ سے ہی ہے چنانچہ آپ کا نام سراج منیر بھی آتا ہے۔

اس میں کسی کو کلام نہیں۔ اور قرآن کریم کے مطالعہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً بے شمار ہادی (ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء علیہم السلام) دنیا میں بھیجے ان میں سے بعض پر صحائف و کتب آسمانی (ہدایت نامہ) نازل فرمائے اور اکثروں کو ان کے ماتحت انہی صحیفوں یا کتابوں کا مبلغ بنا کر بھیجا گیا ہمارے آقا خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی ہدایت کے لئے ہمیشہ دو ہادی آتے رہے۔ ایک انسانی (بشری) شکل میں اور ایک کتابی شکل میں (ایک انسان اور ایک کتاب) اور اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ کتاب ہادی (ہدایت نامہ آسمانی) اپنے انسانی ہادی) اپنے لانے والے نبی و رسول) کے بغیر کچھ ہدایت نہیں کر سکتا۔ یہ نبی اور رسول کا ہی کام ہے۔ کہ اپنی آوردہ کتاب کو سمجھے اس پر عمل کرے۔ اور پھر دوسروں کو سمجھائے۔ اور اس پر عمل کرنا سکھلائے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں۔ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ - پ ۴ ع ۸ بتحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر ایمان والوں کے جس وقت بھیجا بیچ ان کے پیغمبر ان ہی میں سے۔ پڑھتا ہے اوپر ان کے آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت۔ (شاہ عبدالقادر)

مذکورہ بالا آیت ع۱۶ میں حسب معمول سنت الہیہ ان ہی دو ہادیوں (ایک نور اور ایک کتاب جس میں یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید) کے آنے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صراط مستقیم پر وہی لوگ ہیں جو قرآن کریم پر حسب ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (احادیث) عمل کرتے ہیں۔ اور جو لوگ قرآن کریم کو احادیث چھوڑ کر (خلاف احادیث) دشمنان دین کی تعریجات کے مطابق سمجھتے ہیں وہ راہ گم کردہ ہیں۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید ٭ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جس نے پیمبر کی راہ (صراط مستقیم) چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی۔ وہ کبھی بھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکے گا۔

وجہ استدلال:۔ اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ باوجود ہادی قادر مطلق ہونے کے طالبان حق کو راہ ہدایت دکھانے اور (صراط مستقیم) پر ان کو لانے کے لیے ایک انسانی ہادی ہمیشہ مقرر فرمایا کرتا ہے۔ جو کہ ہدایت موصولہ (کتاب) ہادی کے مطابق ان کو عمل کرنا سکھلاتا ہے۔ اس سنت الہیہ کے اجراء سے ثابت ہوا۔ باوجود کتاب وسنت کی موجودگی کے ہمیشہ ایک ہادی (انسانی) کی ضرورت رہے گی۔ جو کتاب وسنت کے مطابق طالبان مولا کو راہ حق (صراط مستقیم) کی ہدایت کرے اور مولا سے انہیں ملائے انبیاء علیہم السلام کے بعد یہی وہ پاک وجود اہل اللہ (فقراء ومشائخ) ہیں۔ جو نواب انبیاء ہوکر رشد وہدایت کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ اور بغیر ان سرچشمہ ہدایت حضرات کے صراط مستقیم (راہ حق وثواب) پانا دشوار ہے۔ فہو المراد

(راقم فقیر محمد اللہ دتہ عفا اللہ عنہ بقلم خود۔ از کنجاہ)

تبلیغی نظم

شکایت ہر جگہ یہ ہے کہ پاکستان میں اکثر! ٭ ہر اک جانب خرابی کا نظر آتا ہے حال ابتر

قبیلہ پروری رشوت ستانی چور بازاری! ٭ تشدد ناروا کی ہر طرف ہے گرم بازاری

کوئی فریاد سنتا ہے نہ کوئی داد دیتا ہے!! ٭ جدھر بس چل گیا وہ پھر بیداد لیتا ہے

ڈسپلن اٹھ گیا بیغیرتی کا دور دورہ ہے ٭ حکومت کے تغافل کا ہر اک محفل میں شہرہ ہے

مسلماں کھو گئے تہذیب افرنگی میں ہیں اکثر ٭ محمد پر رہا ایماں نہ اللہ کا رہا کچھ ڈر!!

مسلماں دیکھ کر تہذیب افرنگی کی عریانی!! ٭ ہوا شیدا گیا سب بھول وہ احکام قرآنی!

خدا نے فضل ورحمت سے جو دی ہے نعمت لاثانی ٭ کہ کفرستان سے کر کے علیحدہ بخشا پاکستان

مسلمانوں کو واجب شکر تھا اس امر کا کرنا! ٭ قوانین الٰہی پر ضروری کمان تھا۔ دھرنا

مگر وہ آج کل ایسا فدائے حسن باطل ہے ٭ کہ احسانات حق وحسن حق سے پورا غافل ہے

الٰہی ہم مسلمانوں پہ وہ ہی وقت پھر آئے! ٭ کہ اصحاب نبی کا نقشہ پھر آنکھوں میں پھر جائے

یہی ہے اب تو فرض اولین ہر اک مسلماں کا
فدائے دین وملت ہو نہ طالب نفس وشیطاں کا

ایک خط اور اس کا جواب

از فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ عنہ از کنجاہ۔ خط آمدہ از ولسبط رج نمبر ۲۲ راولپنڈی بی جی ایم۔ ای صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ آپ کا ہدایت نامہ موصول ہوا۔ جواب اس لئے نہ دیا کہ میرا خیال تھا۔ آپ علی پور تشریف لے گئے ہوں گے۔ اس اثنا میں میرے لئے کینیڈا (Canada) جانے کے احکام آ گئے۔ ابھی صرف تیار رہنے کے لئے کہا گیا ہے۔ غالباً ایک ماہ کے اندر اندر جانا پڑے گا۔ میں ڈیزل انجنوں کے متعلق مزید ٹریننگ لینے جا رہا ہوں۔ کورس ۶ مہینے کا ہوگا آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ وہاں پر اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ایمان پر قائم رکھے۔ اور کامیابی دنیاوی اور دینی عطا فرمائے آمین......میرے متعلق آپ ضرور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر قائم رکھے شیطان کی دشمنیوں سے بچائے۔ اسکے پھندے سے نجات دلائے۔ اور نیکی و پاکیزگی اور ایمان عطا فرمائے۔ آمین۔ نیکی کا رستہ شروع میں بہت کٹھن اور غیر دلچسپ معلوم پڑتا ہے۔ یہ ہماری کم بختی اور کم فہمی ہے۔ دراصل ہم نے اس راستے کے مزے نہیں چکھے۔ مگر دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی راستے پر گامزن رکھے۔ اور سرخرو کرے۔ گناہوں کی بیڑیاں کٹتے ہی کٹیں گی۔ مگر ضرورت تو یہ ہے کہ اور نہ پڑ جائیں۔ اللہ تعالیٰ وہ قوت ایمانی عطا کرے کہ گناہ کی طرف نگاہ کبھی پڑ ہی نہ سکے۔ اگر آپ کا سایہ شفقت ہمارے سر پر رہا۔ تو ان شاء اللہ یہ کام ہو کر ہی رہے گا۔ گھر میں بیگم صاحبہ اور دیگر اصحاب کی طرف سے دست بستہ سلام قبول ہو۔ خادم حقیر و ناچیز رشید۔ اس کا جواب

عزیز مخلصم رشید صاحب زاد محبتکم والسلام اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ طالب بخیریت بخیریت۔ محبت نامہ موصول ہو کر کاشف حالات ہوا۔ فقیر عزیزم شیخ محمد نصیب کے ہمراہ ملتان جانے کو تیار تھا۔ اس لئے کنجاہ سے جواب نہ دیا جا سکا۔ آج ملتان سے لکھا جا رہا ہے۔ الحمد للہ کہ ان کے بعد ہاں ہوئی۔ اور لیبا ممکن ہے۔ اور امید بھی ہے کہ آپ نے "نہ" اور "ہاں" کے اسباب و وجوہات پر بھی غور فرمایا ہوگا۔ پچھلے خط میں ایک شعر لکھا تھا۔ اختصار کی خاطر اسی کو دوبارہ لکھا جاتا ہے ؎

دونوں جہاں کی نعمتیں رلا کے پاس ہیں ؛ لیتے ہیں وہ ہی جو کہ غلامان خاص ہیں

کفار اور بد عقیدہ (فی خلدوجہم مرضی) ان کے دن بیمار ہیں۔) لوگوں کو بھی یہاں دنیا میں سب کچھ ملتا ہے لیکن چونکہ ان کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ اس لئے ان کے لئے یہاں کی نعمتیں رحمت نہیں۔ بلکہ زحمت ہیں۔ جو ان کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے نزدیک جانے نہیں دیتی ہیں۔ بلکہ ادھر سے رخدا سے غافل رکھ کر جہنم کا ایندھن بناتی ہیں۔ لیکن مومن و مسلم اگر کی راہ درہم اور جاہ و حشم سے بچ کر چلے تو اس کے لئے دونو جہان کی نعمتیں مہیا ہیں۔ وہ ان سے پورے طور پر متمتع بھی ہو سکتا ہے اور عاقبت میں بھی جنت الفردوس میں جگہ پا سکتا ہے۔ کینیڈا کی پرواز مبارک ہو اور اس سیر کی ہر فتنہ اور شر سے مولا کریم آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور غیروں کے سپرد نہ کرے۔ آمین۔

اگر آپ اپنے وظائف پابندی سے ادا کرتے اور بعد از تہجد مناجات (شجرہ شریف) پڑھتے رہیں گے۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ ہر طرح کے مکروہات۔ محرمات و آفات و بلیات سے محفوظ و مامون رہیں گے۔ بلکہ وہاں پر اسلامی اخلاق و عادات کا نمونہ پیش کر سکیں گے۔ جو ایک مومن مسلمان کا فرض اولین ہے۔ کہ جہاں رہے اپنے پیچھے بہترین نشانات و تاثرات اسلامی کی یادگار چھوڑے اچھا ہوا کہ آپ کو کنیڈا میں ڈیزل انجنوں کے متعلق مزید ٹریننگ کا موقعہ مل رہا ہے۔ لیکن اگر آپ فدائی کوشش کرتے۔ اور دل ان لذات دنیوی سے ہٹا کر اپنے خالق و مالک و رب کی طرف لگاتے اور ایک ہوئی سی نفسانی اور جذباتی لذت میں ندگی جاتے تو آپ کو بفضلہ تعالےٰ العزیز وہ پرواز (عروج روحانی سیر الی اللہ) نصیب ہوتی جو آپ کی دو نو جہان میں کفیل ہوتی۔ یہاں بھی معزز و محترم اور وہاں بھی مکرم ہوتے۔ آفاقی انجنوں کی بجائے انفسی انجن کی ٹریننگ میں دلچسپی لیتے۔ اس کی فکر کرتے تو اس کی رفتار پرواز آپ کو اتنا بلند و بالا لے جاتی۔ کہ دنیا آپ کو دیکھ کر حیرت میں رہ جاتی۔ اور ممکن ہے کہ آپ کی اس کامیابی اور سعادت دارین سے دوسرے مومن بھی سبق لیتے۔ اور اس کے حصول میں بھی اپنی کامیابی اور سعادت سمجھتے۔ آپ اپنی خواب پر پھر غور کریں۔ حاضرین محفل کی احتجاج کا مطلب بھی یہی تھا۔ کہ جو مناجات آپ پڑھنے لگے ہیں۔ اور اس کے پڑھنے کے اپنے آپ کو اہل (مستحق) نہیں بناتے۔ لِمَ تَقُولُونَ مَالَا تَفْعَلُونَ (القرآن) کیونکہ ایسی بات کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔ اور ان کے خلاف فقیر اس کوشش میں رہا ہے۔ کہ آپ اس مناجات کی برکات و تاثرات سے مستفیض ہوں۔ اللہ تعالےٰ سمجھ عطا کرے۔ آمین۔

آپ کی نیکی پاکیزگی اور ایمان کو کیا ہو گیا ہے۔ جب آپ نے سچے دل سے (اقرار باللسان و تصدیق بالقلب) توبہ کی تھی تو اس وقت یہ سب نعمتیں آپ کو حاصل تھیں۔ آپ مفت میں حاصل شدہ نعمت کی قدر نہ کر سکے اور نہ سمجھ سکے۔ اور اس کو بے رحمی اور ظلم کے طریق پر ضائع کرنے پر تُل گئے ہے

خدا کا خوف کرو کہ سدا بہار نہیں ÷ خزاں قریب ہے جینے کا اعتبار نہیں

اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اس پیر زال (دنیا) کے فانی اور باطل حسن کی دلفریبیوں سے آنکھیں بند کریں۔ مولا تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھیں۔ وہ تو در حقیقت آپ کے ساتھ ہے ہی۔ آپ بھی اس کو محسوس کریں۔ کہ وہ آپ کی ہر نقل و حرکت کو دیکھ رہا ہے پوری طرح نگران ہے۔ تا کہ صراط مستقیم سے آپ کا قدم ڈگمگانے نہ پائے۔ فقیر بھی انشاء اللہ تعالےٰ دعا سے غافل نہیں آپ بھی فقرا کی صحبت و تعلق سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ کہ ایسے مواقع کسی خوش نصیب کو ہی میسر و حاصل ہوتے ہیں۔ اپنے علم و عقل سے کام لے کر اپنا کچھ بنا لیں۔ تا کہ کل پچھتانا نہ پڑے۔ حق سبحانہٗ و تعالےٰ ہمیں اس پر غور و خوض کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دیتے اور اس کے بہترین ثمرات سے متمتع فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالےٰ بیگم صاحبہ کو بھی آپ کے موافق و مطابق بنائے۔ آمین۔ کہ وہ سب دیگر دلچسپیوں کو چھوڑ کر ضروری دلچسپی میں دل لگائیں۔ اور راہ حق میں آپ کی ممد و معاون ثابت ہو۔ آمین۔ یا رب الکریم آمین۔ حاضرین مجلس۔ ہمسال حالی و یاران طریقت کی خدمت میں السلام علیکم۔ عزیزیں سلام مسنون بچوں کو پیار

(نماز کے فضائل)

جوامع الکلم

از مولانا مولوی غلام رسول صاحب گوہر مدرس مدرسہ نقشبندیہ قصور

(۱) ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ اگر تمہارے دروازے کے سامنے نہر بہتی ہو اور تم اس میں ہر دن پانچ مرتبہ نہاؤ تو کیا میل سے کوئی چیز رہ جائے گی۔ انہوں نے کہا میل سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی آپ نے فرمایا۔ یہ مثال ہے پانچ نمازوں کی اللہ ان کے ساتھ گناہوں کو مٹاتا ہے۔

(۲) ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد جس نے ایک عورت کا بوسہ لیا تھا آیا۔ اور اس نے آپ کو اس گناہ کا پتہ دیا۔ اسی وقت آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تو نماز کو قائم کر دن کی دو طرفوں میں اور رات کی چند ساعات گزرنے کے بعد۔ تحقیق نیکیاں گناہوں کو لے جاتی ہیں۔ پس اس مرد نے کہا یا رسول اللہ یہ حکم خاص میرے ہی واسطے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بلکہ میری ساری امت کے واسطے ہے۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے۔ کہ اس شخص کے واسطے ہے جو اس پر عمل کرے۔" (متفق علیہ)

(۳) انسؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اس نے کہا میں نے وہ کام کیا ہے جس سے مجھ پر حد لگائی جا سکتی ہے پس آپ میرے اوپر اس کی حد قائم کریں۔ آپ نے اس سے کچھ بھی نہ پوچھا۔ کہ نماز کا وقت ہو گیا پس اس آدمی نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی پس جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوا۔ تو اس نے پھر عرض کی کہ آپ میرے اوپر حد قائم کریں۔ آپ نے فرمایا۔ تو نے میرے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ اس نے کہا۔ ہاں میں نے پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ نے تیرا کیلئے گناہ بخش دیا ہے۔ یا تیری حد ساقط ہو گئی ہے۔ (متفق علیہ)

(۴) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اللہ کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا نماز۔ جو اپنے وقت پر ادا ہو۔ میں نے کہا پھر کونسا عمل۔ آپ نے فرمایا۔ ماں باپ کی فرمانبرداری میں نے کہا پھر کونسا عمل۔ آپ نے فرمایا۔ "فی سبیل اللہ جہاد کرنا"۔ ابن مسعود نے کہا۔ کہ آپ نے ان اعمال کو میرے ساتھ بیان کیا۔ اگر میں آپ سے اسی طرح زیادہ کا طالب ہوتا۔ تو آپ اس سے زیادہ ارشاد فرماتے۔ (متفق علیہ)

(۵) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان ترک نماز کا ہی فرق ہے (رواہ مسلم) رشحۃ اللمعات میں ہے کہ ترک نماز پر تغلیظ و تشدید ہے۔ اور اشارہ ہے کہ تارک صلوٰۃ نزدیک ہے کہ کافر ہو جائے۔ اور نزدیک اصحاب ظواہر کے۔ وہ کافر ہے۔ اور بعض صحابہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ اور نزدیک بعض علمائے شافعیہ اور مالکیہ کے بے نماز کا قتل کرنا واجب ہے۔ اگرچہ کافر نہیں ہے۔ اور حنفیوں کے نزدیک یہ ہے۔ کہ اس کو اس وقت تک قید و بند میں رکھا جائے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔

(۱) عمر بن شعیبؓ اپنے دادے سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اپنی اولاد کو جب وہ سات برس کے ہو جائیں۔ تو نماز پڑھنے کا حکم کرو۔ اور جب وہ دس برس کے ہوں تو ان کو اس پر مارو۔ اور ان کے درمیان۔ بستروں میں جدائی کر دو۔ (رواہ ابو داؤد)

یعنے بچے جب دس برس کے ہو جائیں۔ تو اگر وہ نماز نہ پڑھیں۔ تو ان کو مارنا بھی واجب ہے۔ اور ان کے بستر بھی الگ الگ کر دیے جائیں۔ بھائی کو بہن اور بہن کو بھائی کیسے۔ اکٹھا ایک بستر پر نہ سلائیں۔ کیونکہ دس برس میں بچوں میں شہوت اور بلوغت کے آثار نمایاں ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

(۲) ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سردیوں کے موسم میں باہر تشریف لائے کہ درختوں کے پتے ان دنوں میں جھڑ رہے تھے۔ آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑا۔ تو اس کے پتے جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابو ذر! میں نے عرض کی میں خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ تحقیق مسلمان بندہ البتہ نماز پڑھتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اللہ کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ گئے ہیں۔ (رواہ احمد مشکوٰۃ)

یعنے اسکے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنے کی توفیق میسر ہو جاتی ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھاتے تھے۔ اور اپنے دونو ہاتھ ناف کے نیچے باندھتے تھے۔ اس طرح کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑتے تھے۔ اور باقی تین انگلیاں کلائی کے اوپر رکھتے تھے۔ اور اس کے بعد ثنا یعنی سبحانک اللھم پڑھتے تھے۔ اور پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھتے تھے۔ اور پھر سورۃ فاتحہ پڑھتے اور آمین آہستہ کہتے تھے۔ اور پھر کوئی سورۃ پڑھتے تھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرتے تھے۔ اور پشت کو بالکل برابر اور ہموار رکھتے تھے۔ اور اپنی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑتے تھے۔ اور تین دفعہ یا سات دفعہ سبحان ربی العظیم پڑھتے تھے۔ پھر سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور سمع اللہ لمن حمدہ۔ ربنا ولک الحمد کہتے تھے (یہ جب کوئی اکیلا نماز پڑھے ورنہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور مقتدی صرف ربنا ولک الحمد کہے) پھر آپ سجدہ کرتے تھے۔ اور سجدہ میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے گھٹنے اور پھر ہاتھ اور پھر ناک اور پھر پیشانی زمین پر رکھے۔ اور سجدہ میں آپ اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھتے تھے۔ اور حکم ہے اپنی رانوں کو پیٹ سے نہ لگائیں اور ہاتھوں کو زمین پر بچھانے سے پرہیز کریں۔ اور بغلوں کو کھول کر رکھیں۔ سجدہ میں آپ تین دفعہ یا سات دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے تھے۔ پھر آپ تکبیر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھاتے اور سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔ اور پھر دوسرا سجدہ کرتے تھے۔ پھر آپ دوسرے سجدے سے سیدھے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ مسنون طریقہ یہ ہے۔ کہ پہلے پیشانی اور پھر ناک اور پھر ہاتھ اور پھر گھٹنے اٹھاتے تھے۔ اور دوسری رکعت کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورۃ فاتحہ سے شروع کرتے تھے۔ جب آپ التحیات کے واسطے

بیٹھتے تھے۔ تو بایاں پاؤں بچھا کر اوپر بیٹھتے تھے۔ اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔ اگر چہار رکعت کی نماز ہے تو التحیات عبدہ ورسولہ تک پڑھیں۔ اور پھر باقی نماز کو پورا کریں۔ اور اگر آخری التحیات ہے تو درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیریں:

ایک عبرت ناک واقعہ

اپنی عبادت اپنے تقدس و ورع اپنے مریدوں کی کثرت پر ناز کرنا فضول ہے ہر ایک شخص کا سعید ہونا یا شقی ہونا اسکے خاتمہ پر موقوف ہے۔ انما الاعتبار بالخواتیم مخبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد اس بات کا ہے۔ عجز و انکساری اور عمل کی توفیق کا طالب رہنا چاہیئے۔ اپنے آپ کو بزرگ یا باکمال تصور کرنا۔ اور دوسروں کو حقیر و خاطی گمان کرنا خدا کے بندوں کا شیوہ نہیں ہے۔ ذیل کا واقعہ جو سپرد قلم کیا گیا ہے۔ اس سے بات پر روشنی پڑتی ہے۔ (گوہر)

برصیصا عبادت اور زہد و ریاضت میں اتنا بلند اور شہرہ آفاق درجہ رکھتا تھا۔ کہ اس سے فیض روحانی کا اکتساب کرنے والے اس کے ساٹھ ہزار شاگرد تھے۔ جو اس کی صحبت کی برکت سے ہوا میں اڑا کرتے تھے۔ ملائکہ برصیصا کی عبادت پر تعجب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم تو برصیصا کی عبادت پر متعجب ہو لیکن یاد رکھو کہ برصیصا کی موت میرے نزدیک کفر پر مقرر ہو چکی ہے۔

شیطان ایک عابد و زاہد کے لباس میں برصیصا کے پاس آیا۔ اور اس کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ برصیصا نے کہا۔ کون ہے شیطان نے جو عابد کے لباس میں اس کو گمراہ کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔ کہا میں ایک عابد ہوں دور دراز سے تیری عبادت کا شہرہ سن کر آیا ہوں۔ کہ تیرے پاس رہوں۔ اور تیری عبادت میں تیرا ہاتھ بٹاؤں۔ برصیصا نے کہا۔ جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ وہ اس کے واسطے خود کافی ہوتا ہے۔ کسی کی اس کو مدد اور نصرت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (اب ہم ذیل میں آخیر مضمون تک شیطان کو مصنوعی عابد کے نام سے یاد کریں گے)

مصنوعی عابد نے اس کے پاس کھڑے ہو کر عبادت کرنی شروع کر دی۔ اور وہ بغیر کھانے پینے کے مسلسل تین دن تک عبادت کرتا رہا اس سے برصیصا کو بے حد تعجب ہوا کہ میں دو سو بیس سال سے عبادت کرتا ہوں لیکن عبادت میں یہ کیفیت کہ میں کھانے پینے اور سونے سے بے نیاز ہو جاؤں حاصل نہیں ہوتی۔ برصیصا نے مصنوعی عابد کو کہا۔ اس کی کیا تدبیر ہے۔ کہ میں تیری مثل ہو جاؤں۔

مصنوعی عابد:۔ یہ چیز معصیت اور نافرمانی سے حاصل ہوتی ہے۔

برصیصا:۔ یہ کس طرح۔

مصنوعی عابد:۔ اس طرح کہ نافرمانی اور گناہ سے آدمی توبہ استغفار کرتا ہے۔ اور اللہ اس پر اتنا مہربان ہوتا ہے۔

کہ اس کے گناہوں پر عفو کی قلم کھینچ دیتا ہے۔ اور اس کو پہلے سے زیادہ اپنا قرب عطا کرتا ہے۔

برصیصا:۔ میں کونسا گناہ کروں۔

مصنوعی عابد:۔ قتل کا گناہ۔

برصیصا:۔ کانوں پر ہاتھ دھر کر۔ توبہ! توبہ! میں تو ساری عمر ایک مکھی کا مارنا بھی اپنی جرأت سے زیادہ سمجھتا رہا ہوں۔ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ کہ میں کسی انسان کو قتل کروں۔

مصنوعی عابد:۔ واہ ہو! مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ تم کو تمہاری عبادت نے اس حد تک بزدل اور کمزور بنا دیا ہے۔ اچھا اگر تم قتل نہیں کر سکتے تو پھر تم کو کسی عورت سے زنا کرنا ہوگا۔

برصیصا:۔ میں یہ بھی نہیں کروں گا۔

مصنوعی عابد:۔ اگر تم یہ بھی نہیں کرتے تو شراب پیو۔

برصیصا:۔ شراب پینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور پوچھتا ہے۔ کہ وہ کہاں سے ملے گی۔

مصنوعی عابد نے برصیصا کو گناہ کی دلدل میں پھنسانے میں کوئی فروگذاشت نہیں کی تھی۔ اس نے اس کو یقین دلا دیا تھا۔ کہ وہ اس کا مخلص دوست اور سچا ہم نشین ہے۔ اور وہ جو کچھ اسکو کہتا ہے۔ اس میں اس کی بھلائی اور بہتری ہی مطلوب ہے شیطان کی کوششیں اس حد تک بار آور اور کامیاب ہوئیں۔ کہ برصیصا جیسا پرانا عابد بھی اس کے دام تزویر میں آگیا۔ اور شراب پینے کی خواہش میں بے تاب اور متوالوں اور پرانے میخواروں کی طرح اس کا متلاشی ہو رہا ہے۔

مصنوعی عابد نے اس کو ایک شہر کا پتہ دیا۔ کہ وہاں ایک عورت سے اس کو شراب مل سکے گی۔ برصیصا اس شہر کی طرف شوق سے قدم اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ ملائکہ انگشت بدنداں تھے ان کے حیرت و استعجاب کی کوئی حد نہ تھی۔ کہ آج وہی برصیصا جو اس سے قبل اپنی عبادت سے آسمانی مخلوق کو غیر معمولی تعجب میں ڈالے ہوئے تھا۔ اور جس کے وجود پر زمین کو ناز اور آسمان کو فخر تھا۔ اپنی دو سو سال کی متاع کو تباہ و برباد کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اور ظلمت نے ہر چہار طرف سے اس کو گھیرا ہوا ہے۔

جب برصیصا نے اس شہر میں پہنچ کر شراب پی۔ تو اس کے نشہ میں اس نے اسی عورت سے زنا کیا۔ اور پھر جب اس کا شوہر باہر سے آیا۔ تو اس نے اس کو بھی قتل کیا۔ مصنوعی عابد نے بادشاہ کو جا کر کہا۔ برصیصا عابد نے آج شراب پی۔ اور زنا کیا۔ اور قتل کیا بادشاہ نے برصیصا کو پکڑ کر زنا اور شراب پینے کی بابت حد دیئے۔ اس پر حد قائم کی۔ اور بعد ازاں اس کو قتل کے قصاص میں اس کو صلیب پر چڑھایا۔ مصنوعی عابد نے برصیصا کے پاس آکر کہا۔ میں شیطان ہوں میں تم کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوا۔ تیری دو سو سال کی عبادت بھی تم کو میرے پھندے اور مکر و فریب سے نہ بچا سکی۔ اب بھی اگر تو چاہے تو میں تجھ کو سولی سے اتار سکتا ہوں۔ برصیصا نے کہا اگر تو مجھ کو سولی سے اتار دے۔ تو میں جو چیز تو مجھ سے مانگے گا۔ تجھے دوں گا۔ شیطان نے اس کو کہا۔ اس وقت تو مجھ کو ایک سجدہ کر۔ برصیصا نے کہا۔ میں لکڑی سے بندھا ہوا ہوں کس طرح سجدہ کروں۔ شیطان نے کہا سر کے اشارے سے۔ برصیصا نے اس کو سر کے اشارے سے سجدہ کیا اور اسی حالت میں وہ مر گیا۔

بر عمل تکیہ مکن خواجہ کہ در روز ازل ؎ تو چہ دانی قلم صنع بنامت چہ نوشت

تعارف

ذیل کی نظم "ترانہ غازی" شاعر ملت۔ نور صاحب کا کلام ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ وہ اس وقت زندہ ہیں۔ یا دوسرے جہان کے مقیم ہو چکے ہیں۔ ان کے کلام کا مجموعہ ان کے اپنے ہاتھوں کا لکھا ہوا مجھے میرے دوست سید محمد حسین شاہ صاحب عرف شاہ جی کاتب سے عنایت ہوا ہے۔ شاہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ نور صاحب زمانہ انقلاب سے پہلے میرے پاس آئے تھے۔ ان کے ہاتھ میں یہ مجموعہ تھا۔ انہوں نے مجھے کہا تھا۔ کہ میں اس کو خوشخط کر کے دوسری کاپی پر لکھ دوں۔ انہوں نے ایک کوری کاپی مجھے اپنے پاس سے دی۔ جو وہ اسی مقصد کے واسطے اپنے ساتھ لائے تھے۔ پھر وہ ایک مدت عرصہ کے بعد مجھے ملے تھے اور میں نے انہیں کہا تھا۔ کہ آپ کے مجموعہ کی کتابت ہو چکی ہے۔ اس کی اجرت ادا کر کے اس کو لے لو۔ جس قدر میں نے ان سے اجرت مانگی تھی۔ وہ اتنی دینے پر رضامند نہ ہوتے تھے۔ اور چلے گئے۔ چنانچہ اس وقت سے یہ مسودہ اور اس کی دوسری نقل جس کو میں نے لکھا تھا۔ میرے پاس موجود ہے۔ اور پھر وہ کبھی نہیں آئے۔ خدا جانے وہ کہاں کے رہنے والے تھے۔ اگر وہ قصور یا اس کے قریب کہیں ہوتے۔ تو یقیناً وہ پھر بھی ملاقات کرتے۔ اور اپنا کلام جو شاعر کے واسطے حقیقی اور صلبی اولاد سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ یونہی چھوڑ کر روپوش نہ ہو جاتے۔ یہ خدا جانتا ہے۔ کہ ان پر کیا حادثہ نازل ہوا۔ یا کس مجبوری نے اب تک ان کو اپنا کلام حاصل کرنے سے روکا ہے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ نور صاحب سے چند ساعات بیٹھنے کا مجھ کو اتفاق ہوا ہے۔ آپ کی تعلیم معمولی تھی۔ شاید مڈل تک ہو گی اور سادہ وضع کے خوش نوجوان تھے۔ طبیعت کے اندر بال اور شان بے نیازی کی غیر معمولی جھلک تھی۔ اشعار بے تکلف کہہ لیتے تھے۔ اور انتہا درجہ کے سنجیدہ اور متین صورت آدمی تھے۔

اور کہتے تھے۔ کہ علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم سے مجھے روحانی نسبت ہے۔ اور جو تخیلات میرے سینے میں اشعار کی صورت میں میری زبان پر آنے کے واسطے بے تاب ہیں۔ یہ سب انہی کا فیض ہے۔ نور صاحب کے کلام سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ کلام میں اقبال مرحوم کا انشا رنگ غالب ہے۔ کہ بادی النظر میں اس کو نور صاحب کا کلام کہنا مشکل ہو جاتا ہے

اگر نور صاحب زندہ ہیں تو ان کا کلام "روح ملت" میرے پاس محفوظ ہے۔ جو انشاء اللہ میں بتدریج ماہنامہ انوار الصوفیہ۔ اور دیگر ماہناموں کو برائے اشاعت بھیجتا رہوں گا۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی شاعر ملت کے کلام سے استفادہ کریں۔ یقیناً ان کو بھی اس پر انکار نہیں ہو گا۔ اور جب بھی وہ چاہیں مجھ سے قصور آکر یا شاہ صاحب سے اپنا کلام لے لیں۔ اور اگر انقلاب میں کسی کافر کے ہاتھ سے شہید ہو گئے ہیں تو انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ان کا یہ کلام ان کے واسطے صدقہ جاریہ ہو گا۔

نور

ترانۂ غازی

(۱) اے مرکزِ توحید نگہبانِ حقیقت ! ٭ ہر چیز میں پنہاں ہے تری روح حقیقت
آفاتِ دمہ وسال یہ دیتے ہیں شہادت ! ٭ ہے گردشِ ایام کے لب پہ یہ حکایت
تنویرِ محمدؐ کی ہے۔ آئینے میں تیرے
ہے آتشِ یاسر کی تپش سینے میں تیرے

(۲) اے مردِ مسلماں تو خدا کا ہے غازی ! ٭ پوشیدہ ترے سینے میں ہے سوزِ حجازی
ہے تیرے ترانوں کی نہ ترکی ہے نہ تازی ٭ بلبل ہیں ترے باغ کے رومی ہو کہ رازی
رحمت کا اشارہ ہے کہ اٹھ خوابِ گراں سے
کر نغمۂ توحید بلند اپنی ...... آذاں سے

(۳) ہے کون و مکاں پر وہ ترا رعب یہ طاری ! ٭ ڈرتے ہیں ترے نام باطل کے پجاری
آفاق میں ہر سو ترے احکام ہیں جاری ٭ تو حبیب ہے پیارا کہ تجھے نیند ہے پیاری
ہے ذوقِ نظارہ تو اٹھا آنکھ کے پردے
ملت کا مجاہد ہے تو توحید پہ سر دے

(۴) درویش ہے رکھتا ہے۔ مگر شانِ شہانہ ٭ ذرات کو کرتا ہے تو خورشید زمانہ
دل تیرا ہے خود لذتِ عرفان کا خزانہ ٭ ہے لب پہ ملائک کے رواں تیرا ترانہ
فردوس کے غنچوں کا تبسم ہے اسی سے
حوروں کو ملا ذوقِ ترنم ہے اسی سے !

(۵) پھر جذبۂ توحید کو سینوں میں ابھاریں ٭ اللہ کی درگاہ میں رحمت کو پکاریں ! !
اٹھ بلبلِ نوخیز ! پر و بال سنواریں ! ٭ اٹھ تیرے گلستاں میں ہیں آنے کو بہاریں
اس سبزۂ نورس کو ترے نم کی طلب ہے
دے خون اگر کوثر و زمزم کی طلب ہے

(۶) اس دور میں شرمندہ افکار کہاں تک ! ٭ تو اپنی تمنا سے بھی بیزار کہاں تک
پوشیدہ یونہی دولتِ اسرار کہاں تک ٭ اربابِ حکومت پہ تکرار کہاں تک

لے کام ذرا قوت بازو سے جہاں ہیں
شایاں نہیں لغزش یہ ترے عزم جواں ہیں

(۷) بیدار ہو اے خادم سرکار مدینہ ❊ اے طوطیٔ خوش لہجۂ دربار مدینہ
اے عظمت ملت اے وفادار مدینہ ❊ وہ دیکھ کہ تھے سامنے گلزار مدینہ
پیوستہ تری شاخ تمنا ہے اسی سے!
آباد ترے عشق کی دنیا ہے اسی سے

(۸) اندلس کے بیاباں کو کیا تو نے گلستان ❊ نغموں سے ترے گونج اٹھی وادیٔ فاراں
آیات الٰہی کا جہاں میں تو نگہباں ❊ تو غازیٔ توحید ہے دل تیرا ہے قرآں
جوہر نہیں پوشیدہ ترے تیغ دو دم کے
سب قافلے محتاج ترے نقش قدم کے

(۹) پھولوں میں ترے رقصاں تھے وہ نکہت اسلام ❊ دیتی ہے گلستاں کو جو بیداری کا پیغام
یہ پھول ہیں یا بادہ رحمت کے تھے جام ❊ ہاں تو بھی ذرا ہوش میں آ ساقی اقوام
وہ دیکھ اٹھی کالی گھٹا جھوم رہی ہے۔
جھک جھک کے ترے نقش جبیں چوم رہی ہے

(۱۰) رگ رگ تری سوزاں ہے دم سوز بلالی ❊ ہے کعبۂ اقوام تری منزل عالی
اس دور میں تعمیر کر آئین جمالی ❊ کر پختہ یقین چھوڑ دے یہ خام خیالی
ارشاد نبوت کی جز ہے کہ نہیں ہے۔
کچھ اپنی حقیقت پہ نظر ہے کہ نہیں ہے

(۱۱) تو پاک سخن۔ پاک زبان پاک نظر ہے ❊ اس ظلمت ایام میں مانند سحر ہے!
ہر چند ترے رنگ میں صد شان گہر ہے ❊ رحمت ہے سبھی ڈھونڈتی تو پھر تا کدھر ہے
نیکی کے لئے حق نے تجھے پیدا کیا ہے
اور احمد مرسلؐ کا تجھے شیدا کیا ہے

ع۱:۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ:۔ تم بہت چنگی امت ہو۔ جو لوگوں کے بھلے کے واسطے پیدا کی گئی ہے۔ تم نیکی کا حکم کرتے ہو۔ اور برائی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

بر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید

ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

آہ! مولوی محمد امام دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ داغ دے جاتی ہے ہر سال بہار ایک نیا

ناظرین کرام۔ رسالہ انوار الصوفیہ کی خدمت میں میں آج درد بھرے دل سے ایک جانکاہ صدمہ یعنے حضرت مولنا مولوی محمد امام دین صاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر پیش کرتا ہوں۔ مولنا صاحب نے ایک طویل علالت کے بعد ۱۲ اپریل ۱۹۵۲ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کی وفات سے جو صدمہ ناقابل تلافی نقصان سلسلہ کو پہنچا ہے۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ مرحوم مئی ۱۹۲۸ء میں رسالہ انوار الصوفیہ کے ایڈیٹر اور پرنٹر پبلشر۔ اعلیٰ حضرت امیر الملت سید نادر مرشد نا سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ کے حکم سے بنائے گئے۔ اور مرحوم نے مرتے دم تک بلا معاوضہ خدمت سلسلہ کی۔ جس کا اجر ان کو رب تعالےٰ کی ذات بابرکات اور خواجگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ انشاء اللہ تعالیٰ گیا ہوگا۔

مرحوم عالم بے بدل زاہد بے مثال۔ نافع بردباری متحمل مزاج۔ واعظ بے نظیر تھے۔ مہمان نواز۔ صاحب ایثار خدمت گزار بزرگ تھے۔ خلافت تحریک کشمیر مسلم لیگ کی تحریک میں بے مثال خدمت سرانجام دیں۔ کمال علم کے زینت کے ساتھ آپ صاحب طریقت بھی تھے۔ غلام خاص سرکار علی پوری اور عاشق ذات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب خدا عامل شریعت اور کامل طریقت اور معرفت تھے

ہر کہ جام شریعت بدکف سندان عشق ! ٭ ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

مولنا مرحوم کا خاندان عالمان دین کا مشہور ہے۔ مولنا صاحب حاجی فتح محمد صاحب جن کے نام پر حاجی پورہ محلہ شہر سیالکوٹ میں ہے سکی اولاد سے ہیں۔ مولنا صاحب کے والد بزرگوار حضرت مولوی کرم الہیٰ رحمۃ اللہ علیہ۔ مولنا کی والدہ محترمہ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے مولوی امام دین صاحب ان کی شیر خوارگی کی حالت میں کبھی بھی بلا وضو دودھ نہ پلایا تھا۔ مولنا صاحب موضع چک۔ عادل میں جو سیالکوٹ سے جانب شمال مغرب قریب پانچ کوس ہوگا۔ عرصہ قریب کے سال ہوئے عالم سے کائنات میں تشریف لائے۔ اول مدرسہ کی تعلیم حاصل کی۔ فارسی مڈل کا امتحان پاس کیا۔ پھر دینیات کی طرف رغبت کی۔ تو چند کتب اپنے والد بزرگوار سے اور ابتدائے کتب جناب مولنا مولوی محمد شریف صاحب کوٹلی سے پڑھیں۔ پھر مدرسہ لاہور میں داخل ہوئے۔ جناب مولانا غلام محمد صاحب کی توجہ اور تدریس سے فیضان اور انوار سے مستفیض ہوتے رہے۔ فقہ تفسیر۔ حدیث منطق فلسفہ۔ صرف نحو۔ میں کمال حاصل کرکے علم طب کا تمام کمال حاصل کرکے سیالکوٹ تشریف لائے اور سرکار علی پوری کے غلامی کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ نتیجہ عالم کے فیض و توجہ نے مولنا صاحب کو ظاہری علم کے ساتھ باطنی اور روحانی علم عطا کر دیا۔ اور مولنا کو ایک نورانی اور نور تحقیقی عالم بنا کر صاحب ارشاد بنا دیا۔ اور دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ مقبولیت ہوئے۔ کہ مولنا صاحب مرحوم چار بار حاضری روضہ اقدس کا شرف حاصل ہوا

خاکسار کو سال ۱۹۲۹ء میں مولانا صاحب کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوا۔ مولانا صاحب کو مکہ شریف میں بھی کسی کسی دن بخار آتا رہا۔ مگر ایثار خدمت کا جذبہ جو مولانا میں تھا۔ وہ کسی شخص میں کم دیکھا گیا۔ آپ نے باوجود بیمار ہونے کے بھی اپنی بیمار ہمشیرہ کی ہر خدمت کی۔ اور ان کو اٹھا اٹھا کر ساتھ لوٹ آئے۔ سال حال میں آپ کو اوّل اپنے استاد محترم صاحب مولانا مولوی محمد شریف صاحب کوٹلوی کے وفات کا سخت صدمہ ہوا۔ مولانا مولوی محمد شریف صاحب عالم باعمل اور فقیہ اعظم بزرگ تھے۔ مولوی صاحب کو ان سے بے حد عقیدت اور محبت تھی۔ ان کی وفات کے بعد مولانا مولوی محمد حسین صاحب نقشبندی مجددی پسروری کی وفات اور سب سے بڑھ کر اعلیٰ حضرت امیر الملت قبلہ عالم قیوم زماں سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ کی اچانک وفات نے مولانا کے دل کو ناقابل برداشت صدمہ پہنچایا۔ اور جو عالی جناب فضیلت حضرت حافظ صاحبزادہ پیر خادم حسین صاحب کی وفات نے زخمائے دل پر ایک اور ضرب کاری لگائی۔ کہ اس کے بعد مولانا کی حالت دن بدن خراب ہوتی گئی۔ اہل اہالیان صدر بازار چھاؤنی سیالکوٹ نے مولانا کے علاج میں ہر ممکن اور قیمتی سے قیمتی علاج کیا۔ مگر قضائے الٰہی کا کوئی علاج نہیں۔ بالآخر ۲ اپریل بروز ہفتہ صبح کی نماز کے وقت مولانا صاحب کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ دوسرے دن عالیجناب اعلیٰ حضرت مولانا الحاج پیر محمد حسین شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دامت برکاتہم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نمازیوں کی تعداد قریباً ۲۵ ہزار تھی۔ اور آپ کے جسم اطہر کو اسی دن لحد میں اتار دیا گیا۔ اور ان کے ارشاد کے بموجب قبر خام میں رکھی گئی۔

ناظرین رسالہ سے التماس ہے کہ مولانا صاحب کے حق میں دعا فرمائیں۔ مرحوم سات بالغ لڑکیاں اور ایک لڑکا ایک بیوہ چھوڑ گئے ہیں۔ اور جانادار

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اپنے بیٹوں کو نصیحت

(۱) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا۔

(۲) دنیا حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا۔

(۳) جو چیز تم سے چھین لی جائے اس کا غم نہ کرنا۔ (۴) ہمیشہ حق اور صداقت کو ملحوظ رکھنا۔

(۵) یتیم بچوں، بیوہ عورتوں، مظلوم مردوں پر رحم کرنا۔

(۶) ہر مظلوم کی حمایت کرنا۔ اور ظالم کو ظلم سے روکنا۔

(۷) اور اپنی آخرت کی فکر کرنا۔ اور احکام اسلام پر عمل پیرا رہنا۔

(۸) ہمیشہ نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ (۹) زکوٰۃ ہمیشہ نہایت اہتمام سے باقاعدہ ادا کرنا۔

(۱۰) لوگوں کے عیبوں پر چشم پوشی کرنا۔

(باقی پھر)

آہ حضرت مولنا مولوی محمد امام دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آہ امام دین امام المسلمین ! ÷ مقتدائے عارفین و سالکین !
عالم بے بدل و عابد بے مثال ÷ فانی و باقی بعشق ذو الجلال
واعظ شیرین بیان شیرین مقال ÷ زاہد شب زندہ دار و خوش خصال
پاک باطن پاک دل نیکو زبان ÷ خندہ رو نیکو سیر ہم خوش بیان
زائر بیت امام المرسلان ! ! ÷ طائف بیت خدائے دو جہان
صوفی کامل غلام مصطفےٰ ! ÷ بل محب صاحب احمد و نوا
شاہ جماعت را غلام مخلصے ÷ آن قیوم عصر و شاہ عالمے
خادم مخلص غلام پیر شد ÷ آن امام الدین کامل پیر شد
درد دل بخشید اورا ہر دمے ÷ تا نباشد غافلے او یکدمے
کرد اورا پیر پیر کاملے ! ÷ حق نما پیشوائے عالمے !
زندہ دل کردہ امام دین را ! ÷ نور ایمان دادے اہل دین را
صاحب ارشاد کردہ مقتدا ! ÷ شہ جماعت علی شاہ امام الاولیا
خادم پیران شد و مخدوم شد ÷ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
شہ جماعت مخزن فیضان بود ÷ کین ہم فیضان ز و احسان بود
این بودہ فیض قیوم عالمے ÷ شد امام دین امام عالمے
رو بگردانید از دنیائے دون ÷ شد روان ہاں جانب فردوس چون

گفت تاریخ وصالش ہاتفے
رفتہ جنت تمام عالمے
چرخ اخضر مرقدش را سایبان
رحمت و کرم الٰہی پاسبان

از محمد کرم الٰہی یکے از محبان مولنا صاحب رحمۃ اللہ علیہ
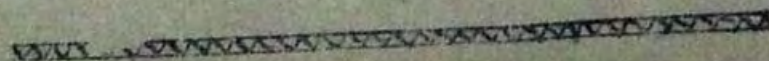
تاریخ وفات

قطب زمان فنافی الشیخ

۱۳۷۱ھ

عالم وفقیہ وواعظ وخطیب

۱۹۵۲ء

زبدۃ الاولیاء مولنا حاجی حافظ امام الدین صاحب رائے پوری

۱۹۵۲ء

(۱)

پردہ فرما گئے دنیا سے امام دین بھی ؛ قبلۂ اہل صفا نیک بہر، پاک صفات

طالباں راہ حق کے لئے وہ شمع ہدیٰ ؛ تشنہ کاموں کے لئے وہ خضر آب حیات

جن کی تحریر سے باطل کی بھی گردن جھک گئی ؛ جن کی تقریر سے کافر کو ملے راہ نجات

جن کے فیضان سے گلزار جہاں عالم جاں ؛ جن کے انوار سے مانند سحر روشن رات

قادری تربت مرحوم پہ لکھنے کے لئے

سال ہے۔ منبع انوار و فیوض و برکات

۱۹۵۲ء

(۲)

حضرت امام الدین تھے فخر جہاں قطب زماں

پہنچے جوار شیخ میں حاصل ہوا قرب خدا

رحلت سے ان کی قادری سب بے سروپا آج ہیں

رشد و ہدیٰ۔ صبر و رضا۔ دین و ورع۔ زہد و غنا

۵۱ ۱۲ ۱۳۴ ۱۴ ۱۰۸ ۱۲ ۱۴ ۳۰۱

معذرت

تمام اہل جہان کو ہر وقت اس بات پر یقین ہو، کہ اس جہان میں ہر شئے فناہ پذیر ہے۔ اور بدیر یا بجلد فناہ ہونے والی ہے۔ کسی کو یہاں غیر ایام دائمی نہیں ہے۔ ایک مقررہ وقت کے لئے ہر شئے پر انسان اس دنیا میں بھیجا جاتا ہے۔ کسی کے نام کا استمرار کا پتہ نہیں ہے۔ اس قاعدہ کلیہ کے ماتحت ہمارے مخدوم اور محترم یا طریقت عالی جناب حضرت مولنا الحاج مولوی محمد امام الدین صاحب، مدیر پرنٹر و پبلشر رسالہ انوار الصوفیہ چند سال سنہ ۱۹۲۹ء سے رسالہ ہذا کی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بے لوث بلا معاوضہ خدمت کی۔ ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۵۲ء کو اس دار فانی سے دار البقا کو رحلت فرما گئے۔ ان کی وفات کے بعد قانون سرکار کے بموجب نیا پرنٹر اور پبلشر مقرر کر کے حضور صاحب ضلع درخواست اور ڈیکلریشن منظور کرانا تھا۔ جس میں وقت صرف ہوا۔ اور ماہ اپریل کا رسالہ بر وقت طبع ہو کر شائع نہ کیا جا سکا۔

اب یہ دو ماہ (اپریل و مئی سنہ ۱۹۵۲ء) کا رسالہ روانہ کیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ باقاعدہ رسالہ شائع ہوگا

(مینیجر رسالہ)

روئداد سالانہ ختم شریف مرحومہ مغفورہ والدہ سرکار علی پوری

آستانہ عالیہ علی پوری شریف میں بتاریخ ۲۹ اپریل ۱۹۵۲ء مطابق ۴ شعبان المعظم ۱۳۷۱ھ بروز منگل اعلیٰ حضرت امیر ملت رضی کی والدہ صاحبہ کا سالانہ ختم شریف کی مجلس منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن شریف کے بعد نعت خوانی اور سلام پڑھا گیا۔ قرآن شریف جمع کئے گئے۔ اور بعد از سلام نہایت خشوع و خضوع حضرت مولنا الحاج سجادہ نشین صاحب آستانہ عابد نے دعا فرمائی۔ مجلس پاک میں۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ کنجاہ۔ قصور۔ لاہور۔ لائلپور۔ جھنگ کے یاران طریقت و عقیدتمندان نے حاضر ہو کر سعادت دارین حاصل کی۔

۳۰ اپریل بروز بدھ مطابق ۵ شعبان اعلیٰ حضرت امیر ملت رضی اور صاحبزادہ سید خادم حسین صاحب کے لئے خاص ختم کی مجلس منعقد کی گئی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد نعت خوانی کی گئی۔ مکلف کھانا حاضرین کو کھلایا گیا۔

رمضان المعظم اور روزہ رمضان کا شرف

اسلام (پسندیدہ مذہب اللہ تعالیٰ) کے پانچ بنیادی ارکان میں روزے رمضان شریف کے رکھنے کا ہر بالغ مسلمان پر ویسا ہی فرض ہے جیسے دیگر ارکان کی ادائیگی کا۔ قرآن پاک کے پارہ دوم میں مندرجہ ذیل آیات شریف رمضان شریف کے روزوں کی نسبت ارشاد باری تعالیٰ ہیں۔ یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔ ایاما معدودات۔ فمن کان منکم مریضا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ۔ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ٥

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان۔ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ۔ ومن کان مریضا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علیٰ ما ھداکم ولعلکم تشکرون ٥

ترجمہ:۔ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں (یعنی انبیا اور ان کی امت) پر فرض تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ وہ چند روز ہیں گنتی کے۔ اور پھر جو تم میں سے مریض ہو۔ یا سفر میں ہو اور وہ روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر گنتی پوری کرے۔ اور ان لوگوں پر جن کو طاقت ہے ان پر فدیہ ہے۔ ایک محتاج کو کھانا کھلانا ہے۔ پھر وہ اپنی خوشی سے نیکی کرے۔ تو وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اور یہ صورت کہ اگر تم روزہ رکھو۔ تو تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اگر تم سمجھو تو (یعنی فدیہ دینے یا بعد میں روزہ کسی اور وقت رکھنے سے تمہارے لئے بہتری ہے۔ کہ تم ماہ رمضان کے روزے رکھو) ماہ رمضان (مبارک، ایسا بابرکت اور متبرک مہینہ ہے) کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے۔ اور جس میں ہدایت اور امتیاز حق و باطل کے صاف صاف حکم ہیں۔ پس جو شخص تم میں ماہ رمضان مبارک پا دے۔ اور ضرور اس کے روزے رکھے۔ اور وہ جو مریض ہو یا سفر میں ہو۔ وہ گنتی کے دوسرے روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے۔ اور سختی کرنا نہیں چاہتا۔ اور تاکہ تم گنتی پوری کرو۔ اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو۔ اور اس نے تم کو سیدھی راہ کی ہدایت کی ہے۔ اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا احسان مانو۔ اور اس کا شکریہ ادا کرو۔

مندرجہ بالا آیات سے جملہ اہل اسلام پر تمام ماہ رمضان کے روزے رکھنے فرض ہیں۔ اور اگر بوجہ بیماری یا سفر کے کوئی شخص رمضان کے ماہ متبرک کے روزے نہ رکھ سکتا ہو۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ ان ہی ایام گنتی کو دوسرے دنوں سے پورا کرے۔ مگر پھر بھی حکم ہے۔ رمضان شریف میں روزہ رکھنا اس کے لئے بہتر ہے۔ بحکم وان تصوموا خیر لکم سے صاف ظاہر ہے۔ کہ کسی اور دن کا روزہ ماہ رمضان یوم متبرک کی برابری نہیں رکھتا۔ رمضان شریف کے شرف کی متعلق ارشاد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری امت کا مہینہ رجب ہے۔ اور اس کا فضل

تمام مہینوں پر اس طرح ہے۔ جیسے میری امت کا تمام امتوں پر۔ اور شعبان میرا مہینہ ہے۔ اس کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمام انبیا پر۔ اور رمضان کا مہینہ اللہ کا مہینہ ہے۔ اس کو تمام مہینوں پر اس طرح فضیلت ہے۔ جس طرح اللہ کا فضل تمام خلق پر ہے۔

حدیث شریف۔ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ تو شیطان اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ کہ کوئی دروازہ اس کا کھولا نہیں رہتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس کا کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ اور منادی کرا دیتا ہے۔ کہ اے برائی کے طالب بس کر۔ اور اے بھلائی کے طالب آ۔ اور جہنم سے اللہ کے واسطے بہت سے نجات پانے والے ہیں۔ اور یہ ندا ہدایت ہوتی ہے۔

اور حضرت عمر خطاب رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد کرتے سنا۔ کہ رمضان شریف میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے کے واسطے مغفرت ہوتی ہے۔ اور دعا کرنے والا محروم نہیں رہتا۔

اور ارشاد فرمایا:۔ کہ جو شخص رمضان میں اخلاص سے اور ثواب کی امید کر کے روزہ رکھے۔ اس کے جملہ پچھلے گناہ بخشے جاویں گے۔ اور لیلۃ القدر میں اخلاص اور ثواب کی امید میں قیام کرے۔ اس کے بھی پچھلے گناہ بخشے جاویں گے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۰ شعبان کو خطبہ پڑھا۔ اور اس میں فرمایا۔ اے لوگو۔ ایک بڑا عظیم الشان مہینہ آیا ہے۔ مہینہ بڑی برکت والا ہے۔ اس مہینہ میں لیلۃ القدر ہے۔ جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے روزوں کو فرض فرمایا ہے۔ اور اس کی رات میں قیام کرنے کو نفل فرمایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کوئی خیر کا کام کرے۔ تو اس کا ایسا ثواب ہے۔ جیسے اور مہینہ میں فرض کا۔ اور جو اس ماہ میں فرض ادا کرے اس کا ایسا ثواب ہے۔ جیسے کسی نے ستر فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے۔ اس مہینہ میں رزق بڑھتا ہے۔ جو اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کراتا ہے۔ اس کے گناہوں کی مغفرت اور ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ اور اس کو مثل روزہ دار کے ثواب ہوگا۔ اور اس کا ثواب بھی نہ کم ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ہر ایک کو تو اتنی مقدرت نہیں۔ کہ روزہ افطار کرا دے۔ اس پر حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو کوئی ایک گھونٹ دودھ کا۔ یا ایک کھجور کا یا ایک گھونٹ پانی کا پلا دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اسی قدر ثواب دے دیں گے۔ اور جو روزہ دار کو شکم سیر کھانا کھلا دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض کوثر سے ایسا گھونٹ پلا دیں گے کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔ **فرمایا:۔** اس مہینہ کے شروع میں رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت ہے۔ اور آخرت میں آگ سے خلاصی ہے۔ اس لئے تم کو اس ماہ میں چار خصلتوں کی پابندی کرنی چاہئے۔ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ ان سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرو۔ اور دو ان میں سے ایسی ہیں۔ کہ تم کو ان سے لاپرواہی نہیں ہو سکتی۔ پروردگار کو راضی کرنے کی دو خصلتیں یہ ہیں۔ اول تو گواہی اس بات کی دو۔ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اور دوسرے

اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہو۔ اور دوسری خصلتیں جن سے تم کو لاپرواہی نہیں ہو سکتی۔ یہ ہیں۔ اول تو یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتے رہو۔ دوسرے یہ کہ آگ۔ نار جہنم سے پناہ مانگتے رہو۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ کہ ابن آدم کو نیکی کا ثواب دس نیکیوں سے لیکر سات سو نیکیوں تک ملتا ہے۔ اور یہ سب روزہ کے سوا اور اعمال خیر میں ہے۔ اور روزہ کی نسبت حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا۔ روزہ دار اپنا کھانا پینا اور شہوت میرے لئے چھوڑتا ہے۔ اور فرمایا۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک خوشی افطار روزہ کے وقت۔ اور دوسری خوشی پروردگار عالم سے ملتے وقت۔

فرمایا:۔ روزہ دار کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوشبو مشک سے بہتر ہے۔ سو روزہ ڈھال ہے۔ اس لئے روزہ دار کو چاہئے۔ کہ جس دن روزہ رکھے۔ بیہودہ باتیں نہ کرے۔ شور و شغب نہ کرے۔ اگر کوئی اسکو برا کہے یا لڑے۔ تو صبر کرے اور کہہ دے کہ بھائی میں روزہ دار ہوں۔ فرمایا:۔ روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندہ کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہیگا اے پروردگار میں نے اس کا کھانا اور خواہشیں دن کو روک دی تھیں۔ اب اس کے بارہ میں میری شفاعت قبول فرما۔ قرآن شریف کہے گا۔ کہ میں نے رات کو اس کی نیند کھوئی تھی۔ اس لئے میری سفارش قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ دونوں کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔

نیز فرمایا۔ کہ میری امت کی رمضان کی آخری شب میں مغفرت کی جاتی ہے۔ تو کسی نے عرض کیا۔ کہ کیا وہ لیلۃ القدر کی رات ہے۔ تو فرمایا۔ نہیں لیلۃ القدر تو نہیں لیکن قاعدہ ہے۔ جب کام کرنے والا اپنے کام سے فارغ ہوتا ہے۔ تو اس کو مزدوری پوری دی جاتی ہے۔ چونکہ ایسے ہی اس رات میں بندے مالک کے فرض سے ادا ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو مغفرت ملتی ہے۔

فرمایا:۔ ہر رات رمضان شریف میں اللہ تعالیٰ اکتیس ۳۲ بار فرماتا ہے۔ کہ کیا کوئی سائل ہے۔ اور کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے اس کی توبہ قبول کروں۔ اور کوئی بخشش چاہنے والا ہے۔ جس کی مغفرت کروں۔ اور اس کے افطار کے وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک دس لاکھ آدمی آزاد کئے جاتے ہیں۔ نیز ارشاد فرمایا۔ اگر بندے وہ بات جانتے جو رمضان شریف میں ہے۔ تو میری امت تمنا کرتی کہ تمام سال رمضان شریف ہی ہوتا۔ کیونکہ روزہ ہونا عبادت ہے۔ روزہ دار کا سانس تسبیح ہے اور اس کا عمل دگنا ہے۔ پس جو شخص رمضان میں اول سے آخر تک روزہ رکھے گا۔ وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جائے گا۔ جب اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔

نیز فرمایا:۔ جو شخص رمضان کے داخل ہونے سے خوش اور اس کے نکل جانے سے غمگین ہوگا۔ وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگا۔ جیسا کہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

افسوس ان لوگوں پر جو اس کو ضائع کر دے۔ بے شک اس ماہ مبارک میں ایک ساعت ایسی ہے۔ جو ہزار برس سے

بہتر ہے۔ کیونکہ وہ سجدے اور روزے کا مہینہ ہے۔ توبہ استغفار کا مہینہ ہے۔ اور قبروں کی زیارت کا اور احسان کا مہینہ ہے۔ فرمایا۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں روزہ دار عطائے کثیر کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور شہدا اور ابرار کے درجوں پر فائز ہوتے ہیں۔ اور جنت ان کو ندا کرے گی۔ کہ نیک مومنوں نے فلاح پائی۔ ملائکہ ان کا استقبال کریں گے ؛

روزہ سے انسان کی شہوانی قوتیں کمزور ہو جاتے ہیں۔ گناہوں کی رغبت نہیں ہوتا۔ اس لئے متقی بن جاتا ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جوانوں جو تم میں سے استطاعت رکھتے ہوں نکاح کرو۔ ورنہ روزے رکھو تاکہ شہوت غالب نہ آئے۔ خواجہ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدانی اپنے فرزند کبیر کو فرمایا۔ اگر شہوت غالب آئے تو روزہ رکھنا۔ تاکہ شہوانی خیال زائل ہو جائیں۔ گویا روزہ سے روزہ دار متقی اور پرہیزگار (لعلکم تتقون) بن جاتا ہے۔ روزہ دار پرہیزگار ہو جاتا ہے۔

طالبان مولا

آج دیوانے بھی ہوشیار نظر آتے ہیں
منزل جذبہ سے وہ پار نظر آتے ہیں

یہ ہی دیوانے تو ہشیار بکار خود ہیں ! ؛ گرچہ مجذوب ہیں ہوشیار نظر آتے ہیں
ابتدا میں ہے یہ دیوانگی لازم ان کو ! ؛ عشق مولا میں وہ سرشار نظر آتے ہیں
سالکان رہ حق کا ہے۔ وطیرہ یہ ہے ! ؛ ماسوا اللہ سے بیزار نظر آتے ہیں
کثرت ذکر سے حاصل ہو فنائے قلبی ! ؛ ذاکر اس حال میں میخوار نظر آتے ہیں
جب فنا فی اللہ سے آگے ہیں گزرتے سالک ؛ اور بقا باللہ کے آثار نظر آتے ہیں
تاج شاہی سے سرافراز کئے جاتے ہیں ؛ نظم عالم سے خبردار نظر آتے ہیں
اہل دنیا سے ہی کچھ انکا گلہ کرتے ہیں ؛ سچ ہے عیاروں کو عیار نظر آتے ہیں

یاد حق سے جو سدا رہتے ہیں غافل طالب
گرچہ زندہ ہیں پہ مردار نظر آتے ہیں

راقم فقیر محمد اللہ دتا طالب عفا اللہ عنہ بقلم خود۔ از کنجاہ

سپاسنامہ

بعالی خدمت جناب الحاج مولانا حامد حسن قادری صاحب صدر شعبۂ فارسی و اردو و صدر انجمن ترقی اردو
سینٹ جانس کالج - آگرہ

خضرِ راہِ علم و عرفان، واقفِ اسرارِ فن ؏ اے کلیمِ طورِ معنیٰ! مشعلِ بزمِ سخن!
ساقیِ صہبائے اردو، ناقدِ شعر و ادب! ؏ تیری ذات پاک ہے۔ اپنی جگہ اک انجمن
اے شناسائے مزاجِ شاعری تیری نظر ؏ محرمِ رازِ ادب، بناضِ طبعِ علم و فن!
ذہن کو یوں جگمگایا ہے تیری تقریر نے ؏ جیسے پڑتی ہے۔ افق پر صبح کی پہلی کرن
یوں نکھارا ہے تری تنقید نے رنگِ غزل ؏ شبنم آلودہ ہو جیسے دامنِ صبحِ چمن
پھر دیا تو نے ادب میں خونِ گرمِ زندگی ؏ اب دھڑکتی ہے نئے انداز سے نبضِ سخن
تیری کاوش نے ابھارے شعر کے دھندلے نقوش ؏ تو نے منوائی جہاں سے عظمتِ رنگِ کہن
فنِ تحقیقِ زباں ہو یا وہ تنقیدِ ادب ؏ چھپ نہیں سکتا ترا طبعِ رسا کا بانکپن
تیرے فیضِ طبع نے بخشی بہارِ لازوال ؏ شام کالج کی رہی صبحِ چمن پر خندہ زن

ہم نے تیری قدر اچھی طرح پہچانی نہیں
ورنہ ہند و پاک میں تیرا کوئی ثانی نہیں

کون اب ہم کو نکاتِ فن سکھانے آئے گا ؏ داستانِ تاریخِ اردو کی سنانے آئے گا
علم کے نازک مسائل، فن کے اسرار و رموز ؏ کون اس خوبی سے اب ہم کو بتانے آئے گا
کون اس پیرانہ سالی میں بایں جوش و خروش ؏ شعر کی باریکیاں ہم کو دکھانے آئے گا
درس کی بے رنگ باتوں میں بھریگا رنگ کون ؏ کون اس شگفتگی سے اب اردو پڑھانے آئے گا
کس کو تحقیقِ لغت کی فکر ہوگی اس طرح ؏ کون اب الفاظ کے جھگڑے چکانے آئے گا
تجھ سے بھی سب گرمیِ میخانۂ نقد و نظر ؏ کون پینے آئے گا کس کو پلانے آئے گا
کون اک اک شعر پر گھنٹوں کرے گا گفتگو ؏ کون اک اک لفظ میں نے کو فسانے آئے گا
صرف تیری ذات تھی کالج میں فانوسِ ادب ؏ کون اب اردو زبان کے ناز اٹھانے آئے گا
انجمن سے اٹھ رہی ہے آج شمعِ انجمن! ؏ کون اب بزمِ سخن کو جگمگانے آئے گا

تو جہاں جائے رہیں اقبال و دولت ہمرکاب
اخترِ طالع رہے روشن مثالِ آفتاب

منجانب: اراکین انجمن ترقی اردو - سینٹ جانس کالج آگرہ

اخبار

آستانہ عالیہ میں بفضلہ تعالیٰ بالکل خیریت ہے۔ اور حضرت صاحبزادگان عالی مقام ہر طرح سے بخیریت تمام ہیں۔ عالی جناب حضرت سجادہ نشین صاحب ایک شادی میں شمولیت کے لئے۔ اور ایک اہم کام کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ اور وہاں سے چند دنوں کے لئے لائلپور بھی تشریف لے جائیں گے۔ اور عالی جناب حضرت صاحبزادہ مولنا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب آستانہ عالیہ میں بھی رونق افزا ہیں۔ اور حضرت صاحبزادہ مولنا الحاج پیر سید اختر حسین صاحب شب و روز بجٹ کے کام میں مصروف ہیں۔ خداوند کریم ان کی سعی کو بار آور فرمائے۔ صاحبزادہ صاحب انور حسین شاہ اور صاحبزادہ صاحب نصیر حسین شاہ اور صاحبزادہ صاحب پیر نذر حسین صاحب دو جگہ صاحب زدگان بھی آستانہ عالیہ میں تشریف فرما ہیں۔

(۲) موسم گرما زور دن پر ہے۔ فصل ربیع کا فکر لوگ کٹواڑہ جمع کرکے گندم و دیگر اناج نکالنے میں مصروف کار ہیں۔ اور بوجہ گرانی قیمت مخلوق خدا سخت حیران اور پریشان ہے۔ چاہیئے تھا۔ کہ اس وقت کنٹرول نہ کیا جاتا۔ تاکہ غربا اپنی اپنی ضروریات کے لئے کسی قدر اناج خرید سکتے۔

(۳) اناج کی مہنگائی اور قلت کار نے لوگوں کو حیران کیا ہے۔ مولیٰ کریم کی بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے غریب مخلوق کو آسانیاں بہم پہنچائے۔

(۴) تعمیر روضہ اقدس سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ کا کام بڑی سرعت سے شروع کیا گیا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے خشت پختہ طیاری اور اینٹیں نکل رہی ہیں۔ جس طرح سرکار اعلیٰ حضرت اپنے زمانہ میں بے مثل پیر بلکہ پیران پیر تھے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا اور دلی دعا ہے۔ کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے روضہ سرکار عالی بھی نہایت ہی شاندار اور بے مثل تعمیر کرا دے۔ اس کو توفیق ہے۔ کیونکہ اس کی تعمیر پر بے حد اخراجات کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے۔ ہر غلام یار طریقت عقیدتمند کو اپنی توفیق سے بڑھ کر حصہ لینا لازمی ہے۔ تاکہ اس بارگاہ عظیم میں اس کو سعادت اور اجر عظیم حاصل ہو۔ جو یاران طریقت کوئی رقم ارسال کرنا چاہیں۔ وہ عالی جناب حضرت صاحبزادہ پیر حافظ سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور سیداں ارسال فرمائیں۔